امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- مولانا ابواختر قاسمی
- تبصرہ کتاب (درس حدیث)
- کیا ہم سب کی جیب میں ایک جاسوس ہے
- الیکشن ۲۰۱۹ء کے بعد
- مدینہ منورہ انسانی تاریخ کی پہلی ریاست
- جسٹس کاٹجو سے معذرت کے ساتھ
- وراثت میں دولت سے زیادہ......
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 27 مورخہ ۱۱ر ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵ر جولائی ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

خوش رہیے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

زندگی میں بہت سارے ایسے مواقع آتے ہیں جب آدمی پر خوشی یا غمی کا غلبہ ہوتا ہے ان دونوں موقع سے آدمی بے خود ہوجاتا ہے، اپنے میں نہیں رہتا، یہ انسانی سرشت ہے، شریعت چاہتی ہے کہ ان دونوں موقعوں سے بھی آدمی قابو میں رہے، بے پناہ خوشی کے موقع سے وہ لہو ولعب میں مبتلا نہ ہو اور غم کی پُروائی اسے مایوسی میں مبتلا نہ کرے، اسے احساس رہے کہ معاملہ خوشی کا ہو یا غمی کا، سب اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ کی اپنی مصلحتیں ہوتی ہیں، وہ حکیم ہے، اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا، اللہ ایک معتدل زندگی گذارنے کی تلقین کرتا ہے، اسی لیے وہ زیادہ ہنسنے کو منع کرتا ہے اور ہنسنے کے بجائے اللہ کے سامنے رونے کا حکم دیتا ہے، کم ہنسو اور زیادہ روؤ؛ جو اعمال ہم کرتے ہیں، اس کا تقاضہ یہی ہے، اسی طرح وہ ناامید ہونے کو بھی پسند نہیں کرتا اور بندے کو حکم دیتا ہے کہ اسے اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ناامید وہی ہوتے ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے۔

اس اعتدال، توازن کے ساتھ جب زندگی گذرتی ہے تو غم کے موقع سے بھی خوشی کا پہلو نکل آتا ہے، مثلا آپ کثیر العیال ہیں اور رزق کی تنگی کا سامنا ہے، دن بھر محنت کرتے ہیں، کوئی آپ کے کان میں سرگوشی کرتا ہے کہ یہ ساری پریشانی زیادہ بچوں کی وجہ سے ہے، اگر ہم دو بچوں کے باپ ہوتے تو شاید ان مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑتا، پھر آپ سوچتے ہیں کہ میرے آنگن میں جو بچوں کی کلکاریاں اور گھروں میں روشنی ہے وہ ان بچوں کے ہی دم قدم سے ہے، اگر یہ بچے نہ ہوتے تو گھر کیسا ویران لگتا، یہ پریشانی میں خوشی کی بات نکل آئی، یہ سوچ کر آپ کے ذہن ودماغ پر جو بوجھ تھا وہ اتر جائے گا، آپ سوچیں گے کہ کچھ ہی دنوں کی تو بات ہے، یہ بچے اپنے ساتھ دو کمانے والا ہاتھ اور ایک سوچنے والا دماغ بھی لے کر آئے ہیں، یہ بڑے ہوں گے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہوجائیں گے، میرا خیال رکھیں یا نہیں، لیکن اپنی زندگی گذارنے کے وہ لائق ہوجائیں گے تو میرا بوجھ ہلکا ہوجائے گا، گھر میں آپ کی بیوی کو بھی ان بچوں کی وجہ سے دن بھر کام میں لگا رہنا پڑتا ہے، بچوں کے کپڑے دھونا، اسکول جانے کے پہلے انہیں ناشتہ کھلا کر تیار کرنا، دن کا کھانا ساتھ کرنا، اسکول سے لوٹیں تو پھر سے ان کاموں پر لگ جانا، جسمانی، دماغی ہر طرح کی مشقت کا سامنا ہے، لیکن اگر آپ کی بیوی عقل مند ہے تو اس میں اس کے لیے خوشی کا بھی پہلو ہے کہ وہ بچے اس کی ممتا کو تسکین دیتے ہیں اور عورت کو دنیاوی اعتبار سے اپنے جینے کا ایک مقصد سمجھ میں آتا ہے، وہ ان بچوں کے لیے جیتی ہے اور ان کی ترقیات دیکھ کر خوش ہوتی ہے، کسی کا شوہر بہت خراٹے لیتا ہے، وہ ان خراٹوں کی آواز سے رات بھر سو نہیں پاتی ہے، اسے اس صورت حال سے پریشانی ہے، لیکن وہ اس پریشانی میں خوشی کا پہلو ڈھونڈھتی ہے کہ یہ کتنی اچھی بات ہے کہ میرے شوہر میرے پاس رہتے ہیں اور ان کے خراٹے ہمیں ان کے پاس ہونے کا احساس دلاتے رہتے ہیں، وہ ہم سے دور ہوتے، کہیں پردیس میں رہتے تو میں کیسی تنہائی محسوس کرتی، او زندگی کس قدر بے رس اور بے مزہ ہوتی، خراٹے ان کی زندگی کا ثبوت ہیں اور اس کا بھی کہ وہ میرے پاس موجود ہیں، آپ کی آمدنی محدود ہے اور ہر مہینے آپ کو بجلی، پانی، گیس وغیرہ کا بل جمع کرنا پڑتا ہے، اس کا بوجھ آپ کی جیب پر پڑتا ہے، جو آپ کو ملول کرتا ہے، لیکن خوشی کا یہ پہلو اس میں ہے کہ یہ چیزیں آپ کو مہیا ہیں، ذرا تصور کیجئے ایسی آبادی کا جہاں ابھی بجلی نہیں پہونچی ہے، پانی کی سطح زیر زمین اس قدر نیچے چلی گئی ہو کہ آپ پینے کے پانی کے لیے پریشان ہو رہے ہیں، ایندھن کے لیے آپ پریشان ہیں، گیس نہیں مل رہا ہے، ایسے میں آپ کی زندگی کس قدر دشوار ہوتی، لیکن ان چیزوں کی سہولت نے آپ کی زندگی کو کس قدر خوشگوار بنا دیا ہے، آپ کا لڑکا روز صبح اٹھ کر اپنی ماں سے جھگڑا کرتا ہے، کہ مچھر اور کھٹمل نے مجھے رات بھر سونے نہیں دیا، جھگڑا بُری چیز ہے، اسے نہیں کرنا چاہیے، لیکن اس کا خوشگوار پہلو یہ بھی ہے کہ وہ رات بھر گھر پر رہتا ہے، آپ کے پڑوس میں رہ رہے نوجوانوں کی طرح آوارہ گردی نہیں کرتا، وہ بُری صحبت میں مبتلا نہیں ہے، وہ مچھر، کھٹمل کے آزار برداشت کرتا ہے، لیکن رات گھر ہی میں گزارتا ہے، ذرا سوچیے جو بچے رات رات بھر گھر سے باہر رہتے ہیں، ان کے گارجین کو کس قدر کلفت اٹھانی ہوتی ہے، خود ان بچوں کی صحبت ایسے لوگوں سے ہوجاتی ہے جو بعد میں خاندان کے لیے ننگ وعار کا سبب ہوجاتا ہے، کبھی کبھی وہ ان کاموں میں مبتلا ہوجاتا ہے جو تھانے پولیس تک اسے پہونچا دیتا ہے اور آپ وکیلوں کے چکر لگانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

ایک آدمی ہوسپٹل میں پڑا ہوا ہے، یقیناً یہ اس کے لیے تکلیف دہ ہے، اسی درمیان اس کے گاؤں میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آگیا، گاؤں کے لوگ اس میں ماخوذ ہوگیے، اور نئی ابتلا وآزمائش سے دوچار ہوئے، ایسے میں اس مریض کے لیے یہ موقع ہے کہ وہ سوچ کہ ہمارا بستر مرض پر پڑا رہنا ہمارے لیے اچھا تھا، اگر ہم بھی گاؤں میں ہوتے تو دوسروں کے ساتھ ہم بھی ملوث ہوجاتے اور ہمیں بھی ان مسائل کا سامنا کرنا پڑتا، جس سے گاؤں کے لوگ جوجھ رہے ہیں، یہ اور اس قسم کی بہت ساری مثالیں آپ کو مل جائیں گی جو غم ناک اور المناک موقعوں سے بھی آپ کے ذہن میں یک گونہ خوشی کا احساس جگائیں گی اور آپ اللہ کے فیصلے پر راضی ہونے کے لیے اپنے کو تیار کرسکیں گے، اللہ کے فیصلے پر راضی تو ہر حال میں ہونا اور رہنا ہے، اس سے مفر نہیں، لیکن رضا کا ایک درجہ ہنسی خوشی ہے اور ایک بجبر واکراہ اور ظاہر ہے دونوں کا جو فرق ہے وہ ہر ایک پر واضح ہے، خوش رہنے کے اس فارمولے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی کا ذہن نئے منصوبوں کے بنانے اور عملی پیش رفت کے لیے تیار رہتا ہے، اس کے برعکس جب غم والم کی کیفیت ذہن ودماغ پر طاری ہو تو مایوسی کا غلبہ ہوتا ہے اور مایوس انسان ڈپریشن اور احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتا ہے، مایوسی اور ڈپریشن کے ساتھ تعمیری کاموں کا نہ تو کوئی منصوبہ ذہن میں آتا ہے اور نہ ہی کام کو آگے بڑھانے کا حوصلہ انسان اپنے اندر پاتا ہے، اس لیے خوش رہیے، نہیں رہ پاتے تو خوش رہنا سیکھیے، با مقصد زندگی گذارنے کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے۔ ایک عربی شاعر نے بڑی اچھی بات کہی کہ جب مصائب تم پر شدید ہوں تو سورہ الم نشرح میں غور کرو، تمہیں معلوم ہوگا کہ عسر (پریشانی اور تنگی) دو آسانیوں کے درمیان ہے، یعنی کوئی پریشانی جو آتی ہے اس کے پہلے بھی آسانی کا دور گذرتا ہے اور بعد میں بھی آسانیاں آنے والی ہوتی ہیں، اس زاویے سے غور کروگے تو تمہیں خوشی ہوگی۔

آر ایس ایس

نئی تعلیمی پالیسی پر پورے ملک میں بحث ومباحثہ جاری ہے، ترمیمات اور آراء پیش کرنے کی تاریخ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے، لیکن نصاب تعلیم کے بھگوا کرن کا کام پورے عروج پر ہے، ناگپور یونیورسٹی نے تاریخ کے نصاب میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر اس اس) کی تاریخ اور تعمیر قوم میں اس کی حصہ داری کو بی اے سال دوم کے طلبہ کے لیے جوڑ دیا ہے، یونیورسٹی کے بورڈ آف اسٹڈیز کے رکن ستیش چھیلے نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ بی اے سال دوم کے چوتھے سمسٹر میں ہندوستان کی تاریخ ۱۸۸۵۔۱۹۴۷ داخل ہے، اس باب کے تحت تعمیر قوم میں آر اس اس کے رول پر مبنی سبق کو جوڑا گیا ہے، تاکہ طلبہ ہندوستان کی نئی تاریخ اور نئے سیاسی رجحانات سے متعلق تبدیلیوں سے واقف ہوسکیں۔

ہندوستان میں نفرت وعداوت کی فصلوں کی آبیاری کرنے والی اس تنظیم کی کارکردگی کو اس باب کے تحت مثبت اور ہندوتوا کے فروغ میں اس کی جدوجہد کے طور پر پیش کیا گیا ہے، ستیش چھیلے کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں ہے کیوں کہ مارکسزم اور جدیدیت پسندی کو اسی حوالہ سے نصاب کا جز بنایا گیا تھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آر اس اس اور اس کی ہم نوا تنظیموں کی گھس پیٹھ ہر شعبہ میں اس قدر بڑھ گئی ہے کہ وہ جیسا چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں، اس کے لئے بی جے پی کی حکومت کا ہونا ضروری نہیں، مغربی بنگال میں محترمہ ممتا بنرجی کی حکومت بی جے پی اور اس کی ہم نواؤں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی، لیکن بیوروکریٹ اور اعلیٰ تعلیمی اداروں اور کمیٹیوں میں بی جے پی کے لوگ بھرے ہوئے ہیں، اس لیے وہاں بھی مشہور مجاہد آزادی کھودی رام بوس کو دہشت گرد پڑھایا جارہا ہے، (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

مشاہدات

”زندگی کی کتاب کے سب اوراق ہمارے مطابق نہیں ہوتے، پس اگر کوئی ایسا ورق سامنے آجائے جس میں راحتیں نہ ہوں تو صبر کیجئے اور اچھے وقت کا انتظار کیجئے، کیوں کہ وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا، یہ بدلتا رہتا ہے، ایک دن آپ کے حق میں تو ایک دن کسی اور کے... ☆ کسی کے ذاتی گناہ تلاش کرکے بدنام مت کرو، گناہ تمہارے بھی ہیں اور اللہ اس کا گواہ ہے، وہ جب چاہے تمہیں بدنام کرسکتا ہے ☆ دوسروں پر تنقید کرنے اور ان کی غلطی پر اللہ اللہ کرنے سے بہتر ہے کہ اپنی غلطی پر استغفر اللہ کہا جائے۔“

بلا تبصرہ

”کسی بھی قوم کو بہت زیادہ دنوں تک مشتعل نہیں رکھا جاسکتا ہے، آج اسلام اور مسلمان دشمنی کے نام پر ایک قوم کو ہمیشہ مشتعل رکھنے کی جو کوشش کی جارہی ہے وہ ایک غیر فطری عمل ہے، فرد ہو یا قوم وہ اپنی فطرت پر بہت جلد لوٹ آتا ہے، قومیں صرف اتحاد کا مظاہرہ کرنے سے کامیاب نہیں ہوتیں؛ بلکہ متحد ہونے سے کامیاب ہوتی ہیں، مظاہروں میں نعرے مارنے والے لوگ اگر مسجدیں بھی آباد کرنے لگیں تو اسلام کی اجتماعی زندگی کی برکتیں معاشرے میں نمایاں ہونے لگیں گی، مسجدوں کے سوز سے دلوں میں گداز پیدا ہوگا۔ (انور حسین۔اودگیر)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اتحاد کی طاقت

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: آپس میں نہ جھگڑو، ورنہ تمہارے قدموں میں لغزش پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ (سورہ انفال)

مطلب:۔ اجتماعی زندگی میں اتحاد ایک بڑی قوت ہے اس کے ذریعہ بہت سے مشکل اور پیچیدہ مسائل حل ہوتے ہیں اس کے برخلاف اختلاف وتنازع سے قومیں اپنا وزن کھو دیتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں لوگ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں، اس لئے کہ اختلاف اور جھگڑے کسی مسئلہ کا حل نہیں ہے بلکہ وہ نت نئے مسائل کے دروازے کو کھولتا ہے اور ایسا شخص مسائل ومعاملات کے گرداب میں پھنستا رہتا ہے، ہاں اگر کسی معاملہ میں اختلاف رائے ہو جائے تو اس کے لئے سنجیدگی ومتانت سے نتیجہ خیز حل کی کوشش کی جائے ،ایک عرب مورخ لکھتا ہے کہ جب اختلاف بڑھتا ہے تو اس کی خلیجیں وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہیں اور آدمی کے حواس پر اس کے اثرات اس حد تک چھا جاتے ہیں کہ وہ نقطہ اتحاد کو بھول جاتا ہے، اس کی نظر میں اسلامی اخلاق کی ابتدائی چیزیں بھی نہیں آپاتیں، جس کی وجہ سے اس کا معیار فکر بدل جاتا ہے، پھر اس سے وحدت امت کو شدید نقصان پہونچتا ہے، چنانچہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماضی میں اسپین کے اندر مسلم حکومت کے زوال کا سبب یہی اختلاف وانتشار تھا حالانکہ اسپینی مسلمانوں نے جس مسیحی قوت سے شکست کھائی اس وقت وہ علم وتہذیب اور سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں اپنے حریف سے بدرجہا بڑھے ہوئے تھے، اسکے باوجود ان کے شکست وریخت کی وجہ یہ تھی کہ عیسائی متحد تھے جب کہ مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں بٹ گئے تھے، امراء وعمال نے مرکز خلافت سے بغاوت کرکے اپنی چھوٹی چھوٹی خودمختار حکومتیں قائم کر لی تھیں، اسلام نے اسی فکر میں تبدیلی لانے کے لئے مسلمانوں کو ایک مرکز سے وابستہ رہنے کی تعلیم دی، اب وقت آ گیا ہے کہ تمام خودغرضوں اور مصلحتوں سے اوپر اٹھ کر ملت اسلامیہ کے اتحاد میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کیا جائے اور ایک ایسی طاقت بنائی جائے جس کو قرآن پاک نے بنیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) سے تعبیر کیا ہے۔

حج کی برکتیں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ کرتے رہا کرو، کیوں کہ یہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے لوہار، یا سونار کی بھٹی لوہے اور سونے کے میل وکچیل کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کی جزا تو سوائے جنت کے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ (ترمذی شریف)

وضاحت:۔ ہر مسلمان کو اللہ کی ذات وصفات اور اس کے کمالات سے سچی محبت ہوتی ہے اور اس محبت کے نتیجہ میں وہ اس کے احکام کی بجا آوری میں لگا رہتا ہے، عشق الٰہی کے اس جذبہ کی تسکین کے لئے دن میں پانچ مرتبہ اپنی جبین نیاز کو اس کے سامنے رکھتا ہے اور اپنی عبدیت وبندگی کا اظہار کرتا ہے، پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ محبت الٰہی کی کشش میں وہ اپنے سارے مشاغل کو چھوڑ کر محبوب کے گھر کی دیدار کے لئے کعبۃ اللہ کا سفر کرتا ہے، وہاں روتا گڑگڑاتا اور معافی کا طلبگار ہوتا ہے، ادھر سے اللہ کی رحمت کا ایک جھونکا چلتا ہے پھر اس کے دل کے داغ دھبے مٹنے لگتے ہیں، طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو خانہ کعبہ میں داخل ہوا وہ ایک نیکی میں داخل ہوا اور بخشا بخشایا برائی سے نکل آیا، ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کا حج کرنے والوں پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے ان میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس کعبۃ اللہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے والوں کے لئے، کیونکہ کعبۃ اللہ کو چونکہ خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے اسے دیکھنا گویا خدا ہی کی تجلیات کا مشاہدہ کرنا ہے، یہی ہے وہ مقام عبدیت اور قرب الٰہی کا نقطہ کمال جس کے ذریعہ حجاج کرام کی مغفرت ہوتی ہے اور ان کی باطنی گندگیاں دور ہوتی ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے لوگ اللہ کے مہمان ہیں، یہ اگر دعاء کرتے ہیں تو اللہ قبول فرماتا ہے اور اگر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں تو ان کی مغفرت فرما دیتا ہے، اور سب سے اہم بات ہے کہ اس سے تنگ دستی دور ہوتی ہے، اس لئے جب حج فرض ہو جائے تو جلد سے جلد ادا کر لینا چاہیے، یہ بڑی غلطی ہے کہ آدمی دنیا کے تمام بکھیروں سے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہے، کبھی بے بچیوں کی شادی کا بہانہ اور کبھی زمین ومکان کی تعمیر کا حیلہ تلاش کر کے اس فریضہ کو ٹالتا رہے، کس کو معلوم کہ کل کیا حالات پیدا ہوں گے اور صحت وتوانائی باقی رہے گی یا جسمانی عوارض میں مبتلاء ہو جائے گا، بہت سے لوگ بڑھاپے کا انتظار کرتے ہیں یہ تصور وخیال بھی صحیح نہیں ہے، زندگی رہے گی یا نہیں ،اس لئے حج فرض ہوتے ہی ادا کر لینا مومنانہ شان کی علامت ہے، کیونکہ جوانی میں ارکان حج پورے آداب وسنن کے ساتھ انجام پاتے ہیں، بڑھاپے میں قویٰ کمزور پڑ جاتے ہیں جس سے ارکان کی ادائیگی میں دشواری لاحق ہوتی ہے، اس لئے وقت پر ادا کر لینا چاہئے، کچھ لوگ افلاس وتنگ دستی کے خوف سے حج جیسے مبارک سفر سے محروم رہ جاتے ہیں، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جو مالدار اور صاحب ثروت حج وزیارت بیت اللہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت عطا فرماتے ہیں اور زندگی میں ترقی اور خوشحالی بخشتے ہیں، جس کا عملی مشاہدہ حج کرنے والوں کو ہے کہ اللہ نے حج کی برکت سے انہیں ترقیات سے نوازا، اگر آپ بھی اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں تو حج کر کے دیکھ سکتے ہیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے، آمین!

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

عمرہ کے فرائض وواجبات کی ادائیگی کا طریقہ

مجھے حج تمتع کرنا ہے، عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر مکۃ المکرّمہ ہوٹل میں پہونچ چکا ہوں اب عمرہ کرنا ہے اس کا طریقہ کیا ہوگا فرائض وواجبات کیا ہیں؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

عمرہ میں دو فرض ہیں، احرام اور خانہ کعبہ کا طواف اور واجب بھی دو ہیں، صفا ومروہ کے درمیان سعی اور حلق یا قصر، یعنی بال مونڈوانا یا کتروانا۔ (بدائع الصنائع ۲/۴۸۰ شرائط وجوب العمرہ)

عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ مکۃ المکرّمہ اپنے ہوٹل سے غسل یا کم از کم وضو کر کے مسجد حرام کے لئے روانہ ہو جائیں خشوع وخضوع اور عجز وانکساری کے ساتھ تلبیہ پڑھتے رہیں، بیت اللہ شریف کی عظمت وتقدس کو پوری طرح اپنے ذہن ودماغ میں جمائیں، اگر ممکن ہو تو باب السلام سے ورنہ جس دروازہ سے سہولت ہو داخل ہو جائیں، داخلہ کے وقت بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ پڑھتے ہوئے اپنا دایاں پیر اندر رکھیں۔ اللھم افتح لی ابواب رحمتک پڑھیں، نگاہیں نیچی کئے ہوئے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ آگے بڑھیں اور جب ایسی جگہ پہونچیں جہاں سے محسوس ہو کہ اب کعبہ نظر آ جائے گا نگاہ شوق اٹھا کر بیت اللہ شریف کو دیکھیں، تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر درود شریف پڑھیں اور اپنے رب سے جو کچھ مانگنا ہو مانگ لیں، کیونکہ دل اس وقت آپ کا بے قابو ہوگا، آنکھیں آپ کی اشکبار ہوں گی، جگہ بھی نہایت محترم ومقدس، پھر دعا کے رائیگاں جانے کا کیا سوال۔

دعاء سے فراغت کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے مطاف کی جانب بڑھیں، ''اضطباع'' یعنی احرام کی چادر کو داہنے ہاتھ کے بغل سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیں، حجر اسود کے پاس آ کر ٹھیک حجر اسود کے سامنے منہ اور سینہ کر کے کھڑے ہو جائیں اب تلبیہ پڑھنا بند کر دیں، طواف کی نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائیے۔ بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھ کر ہاتھ چھوڑ دیجئے، لوگوں کو تکلیف پہونچائے بغیر حجر اسود کا بوسہ لینا ممکن ہو تو بوسہ لے لیں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو اپنے دایاں ہاتھ سے حجر اسود کو چھو کر ہاتھ چوم لیں اور اگر ازدحام کی وجہ سے بوسہ لینا یا ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو جہاں رہیں وہیں سے دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی جانب اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چوم لیں اور طواف شروع کر دیں، رمل یعنی پہلوانوں کی طرح شانہ ہلاتے ہوئے نزدیک نزدیک قدم رکھتے ہوئے ذرا تیز چلیں، اس طرح شروع کے تین شوط میں کریں، بقیہ چار شوط میں اپنی عام رفتار سے چلیں، دعا واذکار اور درود شریف پڑھتے رہیں، جب رکن یمانی پر پہونچیں تو اسکا بھی استلام کریں یعنی دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ سے اس کو چھوئیں، ہاتھ کو چومیں نہیں، لیکن آپ چونکہ حالت احرام میں ہیں اور رکن یمانی پر بہت زیادہ خوشبو لگی ہوتی ہے اور احرام کی حالت میں خوشبو سے پرہیز کرنا ہے اس لئے ہاتھ لگائے بغیر یہ دعا پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار، حجر اسود پر پہونچ کر ویسے ہی استلام کریں جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا البتہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے نہیں جائیں گے، اس طرح سات چکر پورا کریں، سات چکر پورا ہونے کے بعد آٹھویں مرتبہ حجر اسود کا پھر استلام کریں، اس کے بعد مقام ابراہیم پر یا حرم میں جہاں ممکن ہو دو رکعت نماز واجب الطّواف مونڈھا ڈھانک کر ادا کریں، دعاء مانگ لیں، زمزم خوب شکم سیر ہو کر پی لیں، طواف کا عمل مکمل ہو گیا اس کے بعد آپ کو سعی کرنی ہے، سعی کا عمل شروع کرنے سے پہلے آپ حجر اسود کے سامنے آ کر اس کا استلام کریں پھر صفا پہاڑی پر آ جائیں، بیت اللہ شریف کی طرف نظر کر کے ہاتھ اٹھا کر خوب اطمینان سے دعا مانگیں کیونکہ یہ جگہ بھی دعاء کی قبولیت کی ہے۔ پھر لا اله الا الله وحده لا شريک له الملک وله الحمد وهو علی کل شئی قدير پڑھتے ہوئے سعی کا آغاز کریں، سبز ستونوں کے درمیان قدرے دوڑ کر چلیں اس کے بعد عام رفتار سے چل کر مروہ پر پہونچیں، وہاں بھی خوب دعائیں مانگیں، مروہ پر پہونچ کر ایک چکر پورا ہو گیا، پھر وہاں سے صفا پر آئیں، سبز ستونوں کے درمیان قدر تیز رفتاری سے چلیں، صفا پر پہونچ کر دوسرا چکر پورا ہو گیا، اس طرح صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر پورا کریں، مروہ پر پہونچ کر ساتواں چکر پورا ہوگا، دوران سعی ذکر واذکار اور دعاء پڑھتے رہیں، دونوں پہاڑیوں پر خوب دعائیں مانگیں، اس کے بعد حرم میں آ کر دو رکعت نفل پڑھیں، سعی کا عمل مکمل ہو گیا۔

اس کے بعد مسجد حرام سے باہر آ کر حلق یا قصر کرا لیں، حلق کرانا افضل ہے، آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں، اس کے بعد آپ عام لباس میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہیں۔

بعد طواف دو رکعت نماز پڑھے بغیر دوسرا طواف کرے تو کیا حکم ہے

اگر نفلی طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا بھول جائے اور دوسرا طواف شروع کر دے اور درمیان میں یاد آئے تو کیا کرے، دوسرے طواف کو چھوڑ کر دو رکعت پڑھے یا دوسرا طواف بھی پورا کر لے۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التــــوفیق

دوسرے طواف کا ایک چکر پورا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو اس کو چھوڑ کر دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اور اگر ایک چکر پورا ہونے کے بعد یاد آئے تو طواف مکمل کرنے کے بعد دونوں طواف کے لئے دو دو رکعت نماز پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

پھــــــلــــــواری شــــــریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 27 مورخہ ۱۱/ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵/جولائی ۲۰۱۹ء روز سوموار

بہی کھاتہ

ہندوستان کا بجٹ اس بار اٹیچی کے بجائے کپڑے میں لپیٹ کر لانے کی وجہ سے وہ حکومت کا بہی کھاتہ بن گیا، پہلے بجٹ پیش کیا جاتا تھا، بجٹ فرنچ زبان کے بوگیٹ سے نکلا ہے جس کے معنی چمڑے کے تھیلے کے آتے ہیں، یہ روایت برطانیہ سے شروع ہوئی کہ بجٹ سے متعلق کاغذات چمڑے کی اٹیچی میں لائے جاتے تھے، ان کا رنگ بنیے کے کھاتا باندھنے والے کپڑے کے رنگ کے مماثل ہوتا تھا، ہندوستان کا پہلا بجٹ جیمس ولسن نے ۷/اپریل ۱۸۶۰ء کو پیش کیا تھا وہ غیر منقسم ہندوستان کے واسرائے لارڈ کیننگ کی مالیاتی کمیٹی کے رکن چنے گئے تھے، ۱۸۵۹ء میں پہلی بار وہ ہندوستان آئے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوا تو ملک کے پہلے وزیر خزانہ آر کے سن مکھم چیٹی نے اس روایت کو ہندوستان میں باقی رکھا، اور تب سے آج تک یہ روایت چلی آرہی تھی، لیکن موجودہ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے اس روایت کو توڑا وہ پہلی باضابطہ خاتون وزیر خزانہ ہیں، جنھوں نے پارلیامنٹ میں حکومت کا بہی کھاتا پیش کیا، ۱۹۷۰ء میں وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے بجٹ پیش کیا تھا، لیکن ان کے پاس وزیر خزانہ کا اضافی چارج تھا۔

اس بجٹ میں اوسط آمدنی والے لوگوں کے لیے کچھ نہیں ہے، بلکہ پٹرول ڈیزل کے دام ایک روپے اور ایک روپے اکسائز ڈیوٹی کے طور پر لیے جانے کی وجہ سے ان پر بوجھ کچھ بڑھ گیا ہے، مکان کے لیے اگر کسی نے قرض لیا تو اسے سود کی شرح میں چھوٹ ملے گی، یہ رقم ۵ء۱۱لاکھ سے بڑھا کر ۵ء۳لاکھ ہوگئی ہے، دو سے پانچ کروڑ روپے کمانے والوں پر ۲۵/فی صد تک سرچارج لگے گا جو پہلے صرف ۱۵/فی صد تھا، پانچ کروڑ سے زائد کمانے والے کو پہلے پندرہ فی صد سرچاج دینا ہوتا تھا، اب یہ رقم بڑھ کر تینتیس فی صد ہوگئی ہے، جو سلیب کے اعتبار سے ۷ء۴۲فی صد تک پہونچتی ہے، اس طرح دیکھیں تو ٹیکس کی یہ شرح امریکہ سے بھی بڑھ گئی، وہاں تو ایسے کاروباری صرف چالیس فی صد ٹیکس دے کر سب کچھ سفید کر لیتے ہیں، اس بجٹ کا نتیجہ جو سامنے آئے گا وہ یہ کہ پٹرول ڈیزل، سونا، چاندی، بیش قیمت معدنیات، کاجو، کتابیں، چشمے کے شیشے، اے سی، لاؤڈ اسپیکر، ویڈیو رکارڈر، سیسی ٹی وی کیمرہ، گاڑیوں کے ہارن وغیرہ مہنگے ہوجائیں گے، پٹرول ڈیزل کی قیمت بڑھنے سے غذائی اجناس کی گرانی پر بھی اس کا اثر پڑے گا کیوں کہ ان کی ڈھلائی، پٹائی دونوں میں ڈیزل کا استعمال ہوتا ہے، کتابیں مہنگی ہونے سے طلبہ کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کے مہنگے ہونے سے اوسط آمدنی والے لوگوں کا خرچ بڑھے گا، البتہ اچھی بات یہ ہے کہ صابن، شیمپو، سر میں استعمال کیے جانے والے تیل، ٹوتھ پیسٹ، پنکھے، لیمپ، بریف کیس، سفری بیگ، بوتل، کنٹینر، برتن، گدا، بستر، چشموں کے فریم، بانس کا فرنیچر، پستہ، دھوپ بتی، نمکین، سوکھا ناریل، نیپکین وغیرہ روزمرہ استعمال کی اشیاء سستی ہوں گی۔

بجٹ پیش ہوتے ہی شیر بازاروں میں بھاری گراوٹ آئی اور سنسکس تین سو پنچانوے کے عدد تک لڑھک گیا، کیوں کہ اس بجٹ میں ٹیکس محفوظ کرنے کے سلسلے میں کوئی بڑا اعلان نہیں کیا گیا، بعض باتیں اس بجٹ کی نہ سمجھنے کی ہیں نہ سمجھانے کی، اس لیے اسے گول مول کر کے وزیر خزانہ نے گذر جانے میں عافیت سمجھی، جیسے زیرو بجٹ فارمنگ، انفرا سٹکچر کے لیے سولا کھ کروڑ روپے اور ریلوے کے لیے پچاس لاکھ کروڑ روپے کی ضرورت بتائی گئی ہے، لیکن ان اعداد وشمار کی وضاحت بجٹ میں موجود نہیں ہے۔ کل ملا کر ماہرین اقتصادیات کا خیال ہے کہ غریبوں کے لیے کچھ راحت ہے، متوسط طبقہ کو مایوسی ہاتھ لگی ہے، اور امراء ٹیکسوں کی مار سہیں گے، جبکہ وزیر اعظم نریندر مودی کا کہنا ہے کہ اس بجٹ سے غریب کو ''بل'' اور نوجوانوں کو بہتر ''کل'' ملے گا، اس بہتر کل کا کوئی منصوبہ بجٹ میں موجود نہیں ہے، روزگار کی فراہمی وغیرہ کے حوالہ سے گذشتہ بجٹ کے برعکس اس میں کوئی وعدہ نہیں کیا گیا ہے، اسی لیے سابق وزیر خزانہ پی چدمبرم کا کہنا ہے کہ یہ اقتصادی اصلاحات کو تباہ کرنے والا بجٹ ہے، جہاں تک اقلیتوں کی فلاح پر خرچ کی جانے والی رقم کا سوال ہے، وہ پینتالیس سو کروڑ حسب سابق رکھا گیا ہے، اس میں نہ اضافہ کیا گیا ہے اور نہ کٹوتی، دفاعی بجٹ میں بھی قابل ذکر اضافہ نہیں کیا گیا ہے، حالانکہ سیتارمن وزیر دفاع بھی رہ چکی ہیں، لیکن کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے اس شعبہ کی ان دیکھی کی ہے، اور ایک ایسے وقت میں کی ہے جب چین آنکھیں دکھا رہا ہے اور پاکستان سے دو دو ہاتھ کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے، عالمی معیار کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کے لیے چار سو کروڑ روپے مختص کیے گیے ہیں، یہ تو اتنے بڑے کام کے لیے اونٹ کے منہ میں زیرہ کے مثل بھی نہیں ہے، ملک کی معیشت کو پانچ کھرب ڈالر تک پہونچانے کا منصوبہ اس بجٹ کا قابل تعریف حصہ ہے، ہدف مقرر کرنا آسان ہوتا ہے، لیکن وہ کس طرح حاصل ہوگا اس کے لیے کوئی طریقہ کار ذکر نہیں کیا گیا ہے، اس لیے اسے مودی سرکار کے دوسرے جملوں کی طرح ایک جملہ سمجھا جا رہا ہے، وزیر خزانہ نے چونکا دینے والی یہ بات بھی پارلیامنٹ کو بتائی کہ کھلے میں رفع حاجت سے ملک ننانوے فی صد پاک ہو چکا ہے، اور ۲/اکتوبر تک سو فی صد پاک ہو جائے گا، یہ بھی ایک جملہ ہی ہے، دیہاتوں میں جایئے اور سرشام اور صبح سویرے سڑک کنارے اور ریلوے لائن سے متصل رفع حاجت کرنے والوں کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ سوچھ بھارت کے ہدف سے ہم ابھی کوسوں دور ہیں۔

وزیر خزانہ نے نئے ہندوستان کا جو خواب دکھایا ہے اس کے مطابق، سوچھ بھارت، ہر خاندان کو مکان، ہر گھر کو پانی بجلی اور گیس کنکشن دیے جانے کا ہدف طے کیا گیا ہے، اسے ۲۰۲۴ء تک مکمل ہونا ہے، کچھ کے لیے دس سالہ منصوبہ ہے، یعنی کم از کم اگلے انتخاب تک انتظار کرنا ہوگا، بجٹ کا بین السطور یہ بھی کہتا ہے کہ ریلوے اور تعلیم کا شعبہ تدریجا پرائیوٹ سکٹر میں چلا جائے گا، اور سفر کے ساتھ تعلیم پر بھی زیادہ خرچ کرنا ہوگا کیوں کہ پبلک سکٹر کا معاملہ قومی مفاد کا نہیں، ذاتی معاشی شیش محل کھڑا کرنے کا ہوتا ہے، جس کے لیے بڑے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے اور بڑا سرمایہ سیٹھ اور بڑے کاروباریوں کی تجوری سے نہیں، عوام کی جیب سے نکلتا ہے، اس طرح مالدار اور مالدار ہوتا جاتا ہے اور غریب مزید غربت کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوتا ہے۔

بجٹ کو سمجھنا یوں بھی آسان نہیں ہوتا، لیکن موجودہ بجٹ ایک معمہ ہے، سمجھنے کا نہ سمجھانے کا، زوردار تقریر، بڑے بڑے دعوے دل ودماغ پر سرور طاری کرنے والے اعلانات پر غور کریں تو یہ ایک انتخابی تقریر معلوم ہو رہی تھی، جس کے لیے سوا دو گھنٹے وزیر مالیات نے پارلیامنٹ کے لیے اور ٹی وی سے چپکی عوام ''کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی'' کا ورد کرتی رہی۔

قومی آبادی رجسٹر

ابھی چند ہفتہ قبل ہی ہم نے اپنے اداریہ میں لکھا تھا کہ حفظ ما تقدم کے طور پر شہریت سے متعلق اپنے تمام کاغذات کی جلد سے جلد تصحیح کرالی جائے، اس سلسلے کے تمام کاغذات میں نام و پتہ یکساں ہونا چاہیے، ہم نے لکھا تھا کہ ناموں میں فرق ''ہرسی''، ''دُرگی'' Md اور Mohammad میں بھی نہیں ہونا چاہیے، ان سطور کے لکھتے وقت مجھے قطعا یہ احساس نہیں تھا کہ یہ کام فوری طور پر شروع ہو جائے گا، لیکن مرکزی حکومت کو اس سلسلے میں بڑی عجلت ہے اس لیے مرکزی وزارت داخلہ نے جس کے سربراہ اس وقت امیت شاہ ہیں، نے رجسٹرار جنرل آف انڈیا کو قومی آبادی رجسٹر کو آدھار اور دیگر شناختی کارڈ سے اپ ڈیٹ کرنے کی ہدایت دی ہے، یہ ہدایت اس کانفرنس کے بعد بعد دی گئی ہے جس میں مختلف وزارتوں اور ریاستی حکومتوں کے ایک سو پچاس سے زائد ممتاز لوگوں کی شرکت ہوئی تھی، اپ ڈیٹ ہونے کے بعد ۳ء۱ بلین ہندوستانیوں کے لیے شہری شناختی کارڈ کی بنیادیہی دستاویز ہوں گے، اس سے قبل بہت خفیہ انداز میں ۲۰۱۵ء میں اسے اپ ڈیٹ کیا گیا تھا، جدید قومی آبادی رجسٹر میں بیس قدیم رکنی اعداد وشمار کے ساتھ پندرہ اضافی ڈیٹا پوائنٹس جوڑے جانے کی تجویز ہے، اس کے لیے موبائل میں نیا ایپ جوڑا جائے گا، اور اسے مردم شماری کرنے والے اساتذہ اور اہل کاروں کے موبائل سے جوڑ دیا جائے گا، تاکہ وہ کاغذی اعداد وشمار کے ساتھ آن لائن اعداد وشمار بھی اکٹھا کر لیں، پھر یہ اعداد وشمار جب جمع ہو جائیں گے تو اسے پیپرلیس بھی بنایا جا سکتا ہے، موبائل میں موجود اعداد وشمار کا جوڑ گھٹاؤ اور تجزیہ کاغذ کی بہ نسبت زیادہ آسان ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ویتنام اور سوزی لینڈ دنیا کے ایسے دو ممالک ہیں، جہاں مردم شماری سے متعلق سارے اعداد وشمار پیپرلیس ڈیٹا بیس ہی ہوا کرتے ہیں۔

ہندوستان جیسے ملک میں یہ شہریوں کے لیے پریشان کن ہوگا، جیسے ای وی ام انتخابی کاموں میں پریشانی کا سبب بنا ہوا ہے، اس لیے کہ یہاں ہر کام کو سیاسی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے، اور سیاست میں اقلیتوں کو پریشان کرنے کے نت نئے طریقے وضع کر لیے جاتے ہیں، ابھی تو آسام میں شہریت کا مسئلہ پریشان کن بنا ہوا ہے، پورے ہندوستان میں جب یہ کام شروع ہوگا تو پتہ نہیں کتنے لوگوں پر غیر شہری ہونے کا الزام آئے گا اور کتنے لوگوں کا نام قومی آبادی رجسٹر سے ہٹا دیا جائے گا، اس لیے اس مسئلہ پر ہمیں مضبوط تیاری کر کے رکھنی چاہیے تاکہ عین وقت پر پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کرناٹک میں ناٹک

کرناٹک میں اسمبلی انتخاب کے بعد سے ہی حکومت سازی کے دعوے اور ارکان کو توڑنے کی جو مہم بی جے پی اور اس کے ہم نواؤں نے شروع کی تھی، وہ ان دنوں نقطۂ عروج پر ہے، حالات ایسے بن رہے یا بنائے جا رہے ہیں، کہ کسی بھی وقت یہ خبر آسکتی ہے کہ کرناٹک میں بی جے پی کی حکومت بن گئی، امکان یہ بھی ہے کہ اسمبلی معطل کر کے صدر راج نافذ کر دیا جائے، صدر راج کا مطلب بھی بالواسطہ بی جے پی کی حکومت ہی کے ہیں، تازہ صورت حال یہ ہے کہ کانگریس کے دس اور جنتا دل ایس کے تین ممبران نے پارٹی سے استعفیٰ دے دیا ہے، اس طرح وہاں کی مخلوط حکومت کے وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے، یہ سیاسی بحران اس وقت اور گہرا گیا جب اسمبلی اسپیکر رمیش کمار نے تیرہ میں سے آٹھ ممبران اسمبلی کے استعفیٰ کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ قانونا درست نہیں ہیں، انہوں نے اس کی اطلاع کرناٹک کے گورنر وجو بھائی پٹیل کو بھی دیدی ہے، جن پانچ ممبران اسمبلی کا استعفیٰ اسپیکر کی نظر میں درست ہے، ان کو ملنے کے لیے ۱۲/اور ۱۵/جولائی کو گورنر ہاؤس بلایا گیا ہے، اسپیکر کا یہ فیصلہ کانگریس کے لیے وقتی طور پر راحت کا سبب ہے، لیکن اگر کانگریس کے ناراض ارکان اپنی روش سے باز نہیں آئے تو کانگریس آئین کی دسویں شیڈول کے تحت ان ارکان کو نااہل قرار دینے کے لیے اپنی پوری توانائی لگا دے گی اور اگر اسپیکر نے اس دفعہ کے تحت انہیں نااہل پایا تو چھ برسوں تک وہ انتخاب میں حصہ لینے کے لیے بھی نااہل قرار پائیں گے۔

اس غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے پارلیامنٹ کی کارروائی میں بھی رکاوٹیں آ رہی ہیں، پارلیامنٹ میں حزب مخالف کا کہنا ہے کہ کرناٹک میں ممبران اسمبلی کی خرید وفروخت کے ذریعہ جمہوریت کو تہہ وبالا کیا جا رہا ہے، حد یہ ہے کہ اسپیکر اوم برلا اس موضوع کو پارلیامنٹ میں اٹھانے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں شور شرابہ ہو رہا ہے اور کام کاج اور ضروری بحث ومباحثے کی نوبت نہیں آ رہی ہے، پارلیمانی امور کے وزیر پرہلاد جوشی کا کہنا ہے کہ چوں کہ یہ موضوع پارلیامنٹ میں پہلے اٹھایا جا چکا ہے، اس لیے ضابطہ ۱۹۷ کے تحت اسے دوبارہ اٹھایا نہیں جا سکتا، جن لوگوں کی سیاست پر گہری نظر ہے، وہ چاہتے ہیں کہ کرناٹک میں جوڑ توڑ کی ناٹک کا اختتام کیا جائے اور اس کی بہتر شکل یہ ہے کہ وہاں پھر سے انتخاب کرایا جائے، ایسے میں یہ سوال بھی اپنی جگہ انتہائی اہم ہے کہ یہ دوبارہ انتخاب موجودہ حکومت کے کام چلاؤ مدت میں کرائے جائیں گے، یا صدر راج نافذ کر کے انتخاب ہوگا، ظاہر ہے پہلا طریقہ بی جے پی کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا، اور دوسرا کانگریس اور اس کی حلیف جماعت جنتا دل اس کے لئے، ایسے میں کرناٹک میں سیاسی اُتھل پتھل کا دور جلد ختم ہوتا نہیں دکھ رہا ہے۔

تم سلامت رہو

مولانا ابواختر قاسمی (حفظہ اللہ)

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا سید تقی الدین ابواختر قاسمی بن مولانا سید رضی الدین (م ۱۹۶۴ء) بن سید نوازش حسین بن سید عنایت علی کا شمار شمالی بہار کے نامور خطیب، بہترین استاذ اور اچھے مربی کی حیثیت سے ہوتا ہے، ذہانت و فطانت میں انتہائی ممتاز مولانا موصوف عمر کی اس منزل میں ہیں کہ صحیح تاریخ ولادت نہ انہیں یاد ہے اور نہ میرے لئے تحقیق کی کوئی صورت، ایسے میں صرف ان کی سبکدوشی کی تاریخ سے کسی نتیجے پر پہونچا جا سکتا ہے، وہ شفیع مسلم ہائی اسکول دربھنگہ سے ۲۰۰۸ء میں مدت ملازمت پوری کر کے سبکدوش ہوئے، ۶۲/سال کم کر دیجئے، تاریخ ولادت نکل آئیگی، آپ انہیں سند کے مطابق کہہ کر کہیں بھی کوڈ کر سکتے ہیں۔

مولانا کا خمیر توپر ول موجودہ ضلع بیگوسرائے کا ہے، لیکن چند مہہ وسال کو چھوڑ کر دربھنگہ ہی ان کا میدان عمل رہا ہے، بچپن کے تین سال ابتدائی تعلیم کے لئے انہوں نے والد محترم کی سرپرستی میں مدرسہ فرقانیہ موجودہ ضلع بیگوسرائے میں گذارے، حضرت امیر شریعت خامس مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ کی زیر تربیت مدرسہ حمیدیہ گودنا، سارن چھپرہ میں بھی کچھ اوقات بسر ہوئے، مدرسہ عالیہ ڈھاکہ موجودہ بنگلہ دیش سے فضیلت کی سند پائی، دارالعلوم دیوبند سے علوم متداولہ کی تکمیل کی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بخاری شریف پڑھی، اور اس وقت کے نابغۂ روزگار اساتذہ کرام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا عبدالجلیلؒ، مولانا عبدالاحدؒ، مولانا فخرالحسنؒ، مولانا معراج الحقؒ اور مولانا محمد نعیمؒ صاحبان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور کسب فیض کیا، ان اکابر کی توجہ سے ''اختر'' کی طرح چمکنے لگے، اور مولانا تقی الدین، ابو اختر سے مشہور ہو گئے، مولانا بڑے آدمی ہیں، اور بڑے آدمی سے رشتہ جوڑنے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ قاری محمد طیبؒ، مولانا عبدالاحدؒ، مولانا معراج الحقؒ اور مولانا محمد نعیمؒ صاحبان عالی قدر دارالعلوم کی زمانۂ طالب علمی میں اس حقیر کے بھی استاذ رہے ہیں، اس اعتبار سے میرا یہ کہنا صحیح ہے کہ میں ان کا استاذ بھائی ہوں۔

تدریسی زندگی کا آغاز مولانا نے جامعہ رحمانی مونگیر سے کیا اور کم وبیش دس سال یہاں حضرت امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ کی شفقت و محبت سے بہرہ ور رہے، ابتدائی درجات سے لے کر دورۂ حدیث تک کی کتابیں زیر درس رہیں، اسی زمانہ میں مولانا امارت شرعیہ کے دارالافتاء جو مونگیر میں قائم ہے کہ نائب مفتی بھی رہے، ضابطہ میں امارت شرعیہ کے مفتی، مولانا حسیب الرحمٰن صاحب تھے، چنانچہ نقیب میں دینی مسائل اور فتاوے انہیں کے نام سے چھپتے تھے، مولانا غیر رسمی طور پر ان کی نیابت اور معاونت کرتے تھے، جامعہ رحمانی میں قیام کے دوران کم وبیش چار سال امارت شرعیہ کے ترجمان نقیب کے لئے ''درس حدیث'' اور ''رسول کی باتیں'' پابندی سے لکھتے رہے، جامعہ رحمانی کے قیام کے بقیہ سالوں میں یہ پابندی باقی نہیں رہی، بلکہ گاہے گاہے لکھ دیا کرتے تھے، چونکہ امارت شرعیہ کے دفتر میں نقیب کی بہت ساری فائلیں موجود نہیں ہیں، اس لئے مولانا کی درس کے عنوان سے صرف دو سال کی تحریریں جلد نمبر ۳۱ اور ۳۴ میں محفوظ ہیں، لیکن بعد کے سالوں میں درس حدیث اور رسول کی باتوں پر ان کا نام درج نہیں ہے، اس مدت میں جس نے بھی درس قرآن یا حدیث لکھا ان کا نام درج نہیں ہوا کرتا تھا، البتہ مولانا کا جو اسلوب ہے اور جس میں ''درس'' کا ذیلی عنوان ہے وہ مولانا کی تحریر معلوم ہوتی ہے، اس مدت میں دوسروں نے جو لکھا ہے اس کے ذیلی عنوان میں درس کے بجائے تشریح لکھا ہوا ملتا ہے، ۱۹۷۵ء میں آپ دربھنگہ چلے آئے، مدرسہ امدادیہ کی صدر مدرسی کے زمانہ میں آپ کو دارالقضا امارت شرعیہ دربھنگہ کا قاضی بنایا گیا، پانچ سال تک منصب قضا کو آپ نے رونق بخشی، اس دارالقضا کے افتتاح کے لئے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھنؤ سے تشریف لائے تھے، مدرسہ امدادیہ اس زمانہ میں نشیب و فراز سے گذر رہا تھا، چنانچہ صرف چار سال بعد ۱۹۷۴ء میں آپ نے ضابطہ کے اعتبار سے مدرسہ امدادیہ کو خیر باد کہہ دیا، رہنا سہنا عرصۂ دراز تک مدرسہ امدادیہ میں ہی رہا، سائڈ سے بہت سارے معاملات میں دخیل بھی رہے، بعض کتابوں کی تدریس بھی متعلق رہی، لیکن ملازمت کا تعلق شفیع مسلم ہائی اسکول دربھنگہ سے ہو گیا، اور اسی سال سے بیتا کی جامع مسجد میں خطاب شروع کیا، ۲۰۰۱ء میں مدرسہ اسلامیہ جھگڑوا کی نشأۃ ثانیہ آپ نے کی اور اس کے ذمہ دار کی حیثیت سے یکسو ہو کر ساری توانائی ادھر لگا دی جس کے نتیجہ میں مدرسہ روز افزوں ترقی کے مدارج طے کر رہا ہے، مدرسہ اور اسکول دونوں لائن سے آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے، جن میں درجنوں ملک کے نامور علماء اور دانشور ہیں۔

تقریر اور تدریس کے ساتھ مولانا موصوف کو اللہ رب العزت نے تحریر کی بھی اچھی صلاحیت بخشی تھی، اس صلاحیت کا استعمال انہوں نے ''نقیب'' میں ''درس حدیث'' اور ''رسول کی باتیں'' لکھنے کے لئے کیا، مولانا اس صلاحیت سے بڑا کام لے سکتے تھے لیکن جب آدمی نامور خطیب اور مقرر ہو جاتا ہے تو اسے تقریر ہی سے فرصت نہیں ملتی، دوسرے تقریر کی یافت نقد ہوتی ہے اور تحریر کی یافت ادھار رہتی ہے، بلکہ اکثر و بیشتر کوئی یافت نہیں ہوتی اور اگر کتاب کسی طرح چھپ بھی گئی تو مفت بانٹنی ہوتی ہے، نہ بانٹا اور درجنوں کتاب کے مصنف ہو گئے تو گھر میں رکھیں گے کہاں؟ جگہ کہاں ہے؟ اس لئے بانٹ کر مکان خالی کر لینے میں ہی عافیت محسوس ہوتی ہے، ورنہ کسی دن بیوی کو غصہ آ گیا تو ساری کتابیں سڑک پر نظر آئیں گی، مولانا ذہین و فطین بھی ہیں، اور دور اندیش بھی، اس لئے دربھنگہ جانے کے بعد مضامین لکھنے کا کام بند کر دیا، یوں بھی بیتا میں واقع ان کے چھوٹے مکان میں زیادہ کتابیں نہیں رکھی جا سکتیں، وہ پہلے ہی آدمیوں سے بھری ہوئی ہیں، مولانا عمر کی اس منزل میں بھی فعال نشیط اور چاق و چوبند نظر آتے ہیں، ہم ان کی صحت و عافیت کے ساتھ درازی عمر کی دعا کرتے ہیں۔ تو سلامت رہے ہزار برس۔ ہر برس کے ہوں دن ہزار۔

درس حدیث

: ایڈیٹر کے قلم سے

مولانا ابواختر صاحب کی تدریسی، تنظیمی، تعلیمی اور خطابی صلاحیتوں پر بہت سارے لوگ لکھیں گے، لیکن شاید ان کی تحریری صلاحیتوں پر کوئی نہ لکھے، اس لئے ان کے دوسالہ تحریری درس حدیث پر جو نقیب کی فائل میں موجود ہے، کچھ لکھنے کا ارادہ کر لیا گیا۔

مولانا نے درس حدیث کب سے لکھنا شروع کیا اور پہلا درس کون سا تھا یہ کہنا ذرا مشکل ہے، کیونکہ نقیب کی فائلوں کا مسلسل رکارڈ دفتر میں محفوظ نہیں ہے اور جو محفوظ ہے اس کے کئی شماروں میں درس حدیث کسی دوسرے صاحب کا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مولانا درس حدیث پابندی سے لکھتے تھے، لیکن کبھی کوئی دوسرا بھی لکھ دیتا تھا، مولانا محسن عثمانی، مولانا محمد حسیب الرحمٰن، جمیل احمد پورنوی متعلم جامعہ رحمانی مونگیر، محمد زکریا آروی متعلم دورہ حدیث دارالعلوم مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ، مولانا محمد اصغر علی چمپارنی مبلغ امارت شرعیہ کی تحریریں بھی درس حدیث کے عنوان سے اس دور میں ملتی ہیں، اس زمانہ میں یہ پابندی بھی نہیں تھی کہ ''اللہ کی باتیں، رسول کی باتیں'' دوسرے صفحہ پر ہی چھپے، کبھی یہ تحریریں چوتھے صفحے پر بھی شائع ہوتی تھیں اور بعض دفعہ کئی کئی ہفتے یہ کالم غائب بھی رہتا تھا، یاد رہے کہ اس زمانہ میں نقیب پندرہ روزہ ہوا کرتا تھا، اور عربی ماہ کی ۵/اور ۲۰/تاریخ کو شائع ہوتا تھا، نقیب کے مدیر مفتی محمد عثمان غنی ہوا کرتے تھے، بعد میں ۱۹۶۲ء سے مولانا اصغر امام فلسفی ایڈیٹر ہو گئے، نقیب کی پیشانی پر امارت شرعیہ کا نقیب اور داعی لکھا ہوتا تھا، مولانا کا پہلا درس حدیث جو نقیب کی محفوظ فائل میں ملتا ہے وہ ۲۳/جولائی ۱۹۶۲ء مطابق ۲۰/صفر ۱۳۸۲ھ کا ہے، جو جلد نمبر ۳۱ شمارہ نمبر ۴ میں چھپا ہے، اس زمانہ میں احادیث کا متن بھی عربی رسم الخط میں شائع ہوتا تھا، مولانا کا یہ درس اس مشہور حدیث پر ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر چھوٹا سا ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، پھر اگر گناہ سے رک جاتا ہے اور توبہ استغفار کرتا ہے تو اس کا دل پھر چمک اٹھتا ہے، اور اگر وہ گناہ کرتا جاتا ہے تو سیاہ نقطوں میں زیادتی ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ سیاہی پورے دل پر چھا جاتی ہے، مولانا نے پہلے عربی عبارت ذکر کیا ہے پھر اس کا سلیس ترجمہ کرنے کے بعد ''درس'' کے عنوان سے اپنی بات مؤثر انداز میں رکھی ہے، پھر حضرت سعید بن جنادہ کی ایک اور روایت اس کی تائید میں ذکر کیا ہے درس کا اختتام اس جملہ پر ہوتا ہے ''آج کا مسلمان صغائر کو تو چھوڑ یئے کبائر کو بلا جھجھک کرتا رہتا ہے، صغیرہ اور کبیرہ کی تمیز تو اور بات ہے، سرے سے گناہوں کا احساس ہی دلوں سے جاتا رہا ہے''۔

جلد ۳۱/شمارہ ۹/میں اس حدیث پر گفتگو کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ افضل ترین عبادت دین کی سمجھ ہے اور افضل ترین کام تقویٰ، جلد ۳۱/شمارہ ۱۰/میں مولانا کا ''درس حدیث'' سید تقی الدین ابواختر قاسمی کے نام سے شائع ہوا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کا اصل نام اپنے والد سید رضی الدین کے وزن پر سید تقی الدین ہے، لیکن شہرت ابواختر قاسمی کو ملی بعض شماروں میں ابواختر سید تقی الدین قاسمی بھی درج ہے، درس حدیث کا یہ سلسلہ پندرہ روزہ نقیب جلد ۳۱/شمارہ ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۲، ۲۳، اور ہفت روزہ نقیب جلد ۳/شمارہ ۵، ۶، ۱۱، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۲۰، ۲۱، ۲۲ تک دراز ہے، اسی درمیان مولانا اصغر امام فلسفی نقیب کے ایڈیٹر ہو گئے، ان کی ادارت کا پہلا شمارہ ۱۷/رجب ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۵/دسمبر ۱۹۶۲ء کو آیا، جلد ۳۴/شمارہ ۲، ۳، ۵، ۶، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۹، میں بھی مولانا کا ''درس حدیث'' انہیں خصوصیات کے ساتھ موجود ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے، مولانا نے درس حدیث میں احادیث کا انتخاب کرتے وقت فرد کی ضرورتوں، سماج کی برائیوں، آخرت کا تصور اور اسلامی زندگی گذارنے کے طریقوں کا خیال رکھا ہے، زبان سادہ اور شستہ ہے، جو بات کہی گئی ہے اسے مدلل کرنے کے لئے کئی احادیث اور بھی ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے، پھر تذکیر کے طور پر مسلمانوں کو ان امور کی طرف متوجہ کیا ہے جو اسلامی، ایمانی اور احسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں، شروع کے کئی درس میں احادیث کے ماخذ کی نشان دہی نہیں کی گئی ہے، لیکن بعد میں اس کا التزام کیا گیا کہ جس کتاب سے حدیث لی گئی ہے اس کا ذکر کر دیا جائے۔

یہ درس اکثر و بیشتر ''درس حدیث'' کے نام سے ہے، لیکن آخر کے شماروں میں اس کا عنوان بدل کر ''رسول اللہ کی بات'' ہو گیا ہے، ان دروس میں صرف ایک بات کھٹکتی ہے، وہ یہ کہ احادیث پر اعراب کیوں نہیں لگائے گئے، حالانکہ نقیب کے قاری کا جو حلقہ ہے وہ بیشتر ان لوگوں کا ہے جو عربی زبان سے ناواقف ہیں، خود علماء میں بھی بہت سارے وہ لوگ ہیں جو احادیث کی صحیح خواندگی کے لئے اعراب کے محتاج ہیں، اعراب لگانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر کوئی حدیث کو یاد کرنا چاہے تو آسانی سے یاد کر لے۔

مولانا کے حوالہ سے جو کام کرنے کا ہے وہ ان کے علمی افادات کو یکجا کر کے شائع کرنا ہے، سیمینار، سمپوزیم کے فائدوں سے انکار نہیں، لیکن اس کی زندگی چند روزہ ہوتی ہے، دو چار دن ہمہ ہمی رہتی ہے، اخبار میں خبریں شائع ہوتی ہیں، پھر سب کچھ ٹھنڈا جاتا ہے، ایک تموج ہوتا ہے اور پھر سطح آب پرسکون ہو جاتا ہے، اس لئے ۷/جولائی ۲۰۱۹ء کو مولانا پر دربھنگہ میں منعقد سمینار کے بعد مولانا کے مخلصین سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ مولانا کے علمی افادات کو جمع کر کے شائع کریں اور ان افادات میں سب سے اہم ان کا ''درس حدیث'' ہے، میں نے اس مضمون میں ''درس حدیث'' کے جو اشاریے درج کئے ہیں، ان اشاریوں کی مدد سے ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے، ضرورت جد و جہد اور پتہ ماری کی ہے۔ مولانا کے شاگردوں میں کئی ایسے لوگ ہیں، جو اس کام کو بخوبی انجام دے سکتے ہیں، خود سمینار کے داعی، نوجوان صحافی جناب عارف اقبال بھی اس کام کو کرنے کی مضبوط صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہیں اس قسم کے کاموں کا تجربہ بھی ہے۔

کیا ہم سب کی جیب میں ایک جاسوس ہے؟

اکثر لوگوں کے لیے ان کا اسمارٹ فون دنیا تک رسائی کا ذریعہ ہوتا ہے۔لیکن اگر یہ دوسروں کے لیے آپ کی نجی زندگی میں گھسنے کا ذریعہ بن جائے تو کیا ہو؟ کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کی جیب میں ایک جاسوس بیٹھا ہوا ہے۔تصور کریں کہ اگر ہیکر آپ کے فون پر جاسوسی کا سافٹ ویئر لگا دیں، جس سے انھیں ہر چیز تک رسائی حاصل ہو جائے بشمول انکرپٹڈ پیغامات یہاں تک کہ وہ آپ کے مائیکروفون اور کیمرے کو بھی استعمال کر سکیں۔ یہ اتنا بھی مشکل نہیں ہے جتنا آپ کو لگ رہا ہے،لیکن ہم نے ایسے ٹھوس شواہد دیکھے ہیں جن کے مطابق دنیا بھر میں صحافیوں، کارکنوں اور وکیلوں کے کام کی نگرانی کرنے کے لیے ایسے سافٹ ویئر کا استعمال کیا گیا ہے۔لیکن یہ کون کر رہا ہے اور کیوں؟ اس ممکنہ جاسوس سافٹ ویئر کا کیا کیا جا سکتا ہے جو ہماری جیبوں میں موجود ہے؟ اتنا مضبوط سافٹ ویئر کہ اسے ایک ہتھیار کا درجہ دیا گیا ہے۔

مائیک مرے سان فرانسسکو کی لُک آؤٹ نامی کمپنی میں سائبر سکیورٹی کے ماہر ہیں۔ یہ کمپنی فون اور ڈیٹا کی حفاظت کے لیے حکومتوں، کاروباری کمپنیوں اور صارفین کی مدد کرتی ہے۔ مائیک مرے سمجھاتے ہیں کہ اب تک تیار کیا جانے والا سب سے مؤثر جاسوس سافٹ ویئر کس طرح کام کرتا ہے۔ یہ سافٹ ویئر اتنا طاقت ور ہے کہ اسے ایک ہتھیار قرار دیا گیا ہے۔اسے سخت شرائط کے ساتھ فروخت کیا جاتا ہے۔'اس سافٹ ویئر کا آپریٹر آپ کو آپ کے جی پی ایس سے ڈھونڈ سکتا ہے۔وہ آپ کے فون کا مائیکروفون اور کیمرہ کسی بھی وقت کھول سکتے ہیں اور جو کچھ بھی آپ کے ارد گرد ہو رہا ہے اسے ریکارڈ کر سکتے ہیں، مائیک مرے نے مزید بتایا کہ یہ سافٹ ویئر آپ کے تمام سوشل میڈیا ایپس تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، یہ آپ کی تمام تصاویر، کانٹیکٹس، کیلینڈر کی معلومات، ای میل اور ہر دستاویز جو آپ کے پاس ہے چرا سکتا ہے، ان کے مطابق یہ آپ کے فون کو باقاعدہ طور پر ایک ایسے آلے میں تبدیل کر سکتا ہے جس کے ذریعے سب کچھ سنا جا سکتا ہے، وہ آپ کو ڈھونڈ سکتے ہیں اور جو کچھ بھی آپ کے فون میں ہے اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ مائیک مرے کے مطابق جاسوس سافٹ ویئر تو کئی برس سے موجود ہے لیکن اس سافٹ ویئر کی وجہ سے ہم ایک نئی دنیا میں داخل ہو رہے ہیں، میکسیکو کے ڈرگ لارڈ ال چاپو کی اربوں ڈالر کی سلطنت تھی۔ جیل سے بھاگنے کے بعد وہ چھ مہینے تک مفرور رہے۔ انھیں اس دوران اپنے انتہائی مؤثر اور وسیع نیٹ ورک کی بھرپور مدد حاصل رہی۔ وہ اپنے انکرپٹڈ فون کے ذریعے اپنے ساتھیوں سے رابطہ کرتے تھے۔ان کے فون کے بارے میں خیال تھا کہ اسے ہیک کرنا تقریباً ناممکن ہے۔لیکن یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ میکسیکو کے حکام نے ایک جدید جاسوس سافٹ ویئر خریدا اور کسی طرح وہ الچاپو کے قریبی لوگوں کے فون میں یہ سافٹ ویئر لگانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس طرح وہ اس جگہ پہنچنے میں کامیاب ہوئے جہاں الچاپو چھپا ہوا تھا۔ الچاپو کا پکڑا جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس قسم کا سافٹ ویئر دہشتگروں کے خلاف لڑائی میں ایک انتہائی موثر ہتھیار کے طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔

لیکن کیا اس بات کا خطرہ بھی ہے کہ حکومتیں جس سے بھی ناراض ہوں اس کے خلاف یہ استعمال ہو سکتا ہے؟ روری ڈوناگی نامی بلاگر مشرقِ وسطیٰ کا ایک انسانی حقوق کا گروپ اور ویب سائٹ چلاتے ہیں۔ وہ متحدہ عرب امارات میں مزدوروں سے بدسلوکی اور سیاحوں کے حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹنگ کر رہے تھے۔ روری ڈوناگی کو صرف چند سو افراد ہی پڑھتے تھے اور ان کی شہ سرخیاں روزانہ چھپنے والی سرخیوں سے زیادہ سخت نہیں ہوتی تھیں۔ انھوں نے جب نیوز ویب سائٹ ''مڈل ایسٹ آئی'' کے لیے کام کرنا شروع کیا تو انھیں نامعلوم لوگوں کی عجیب سی ای میل آنا شروع ہو گئیں جس کے ساتھ لنک بھی تھے۔ روری نے ایک مشتبہ ای میل ''سٹیزن لیب'' نامی تحقیقی گروپ کو فارورڈ کر دی۔ یہ گروپ یونیورسٹی آف ٹورونٹو میں قائم ہے اور صحافیوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کے خلاف ڈیجیٹل جاسوسی کے غلط استعمال کی تفتیش کرتا ہے۔ انھوں نے تصدیق کی کہ لنک کا مقصد اس کے فون پر مالویئر ڈاون لوڈ کروانا تھا لیکن اِس کے ساتھ یہ بھی معلوم کرنا تھا کہ ان کے پاس کون سا اینٹی وائرس ہے تاکہ مالویئر کو ڈھونڈا نہ جا سکے۔ یہ بہت ماہرانہ کام تھا۔ جو لوگ روری کو یہ ای میل بھیج رہے تھے ان کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ سائبر جاسوسی کرنے والی ایک کمپنی ہے جو متحدہ عرب امارات کی حکومت کے لیے کام کر رہی تھی۔ یہ کمپنی ایسے لوگوں کی نگرانی کر رہی تھی جن کے بارے میں متحدہ عرب امارات کی حکومت کا خیال تھا کہ وہ انتہا پسند ہے اور قومی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔

اکتوبر ۲۰۱۸ء میں صحافی جمال خاشق جی استنبول میں سعودی عرب کے سفارتخانے میں داخل ہوئے لیکن کبھی واپس نہیں آئے۔ خیال ہے کہ انھیں سعودی حکومت کے اہلکاروں نے قتل کر دیا۔ خاشق جی کے ایک دوست عمر عبدالعزیز کے مطابق ان کا فون سعودی حکومت نے ہیک کیا تھا۔ عمر کو یقین ہے کہ اس ہیکنگ نے جمال خاشق جی کے قتل میں اہم کردار ادا کیا۔ عمر اور خاشق جی فون پر اکثر سیاست اور مشترکہ منصوبوں کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔ سعودی حکومت کو کافی عرصے تک ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو اور ان دستاویزات اور فائلز تک رسائی حاصل رہی جو یہ دونوں ایک دوسرے کو فون پر بھجواتے تھے۔ سعودی حکومت اس الزام سے انکار کرتے ہوئے کہتی ہے کہ موبائل فون کو ہیک کرنے والا سافٹ ویئر دستیاب ہے، لیکن ایسے کوئی شواہد نہیں کہ سعودی حکومت کا اس سے کوئی تعلق ہے۔ اس طرح کا جاسوس سافٹ ویئر بنانے والوں کے پاس اسے برآمد کرنے کے لیے مخصوص لائسنس کا ہونا ضروری ہے، جو دفاعی معاہدوں کے لیے ہوتا ہے۔ اس سافٹ ویئر کو صرف اسی صارف کو بیچا جا سکتا ہے جو اسے صرف انتہائی خطرناک جرائم پیشہ افراد کو روکنے کے لیے استعمال کرے۔ لیکن ''سٹیزن لیب'' نے اس سافٹ ویئر کو خریدنے والی حکومتوں کی جانب سے اس کے غلط استعمال پر ایک پورا ڈوسیئر تیار کیا ہے۔ تو کیا یہ سافٹ ویئر بنانے والے بھی ذمہ دار ہیں؟ دوسرے ہتھیار جیسے بندوقیں وغیرہ سے مختلف طور پر اس سائبر ہتھیار کو بنانے والے اس کی فروخت کے بعد بھی اس کی سروس اور اسے چلانے کے لیے اپنی خدمات دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے غلط استعمال کے وہ بھی ذمہ دار ہیں۔

اس شعبے میں این سی او گروپ نامی ایک اسرائیلی کمپنی ایک بڑا نام ہے۔ یہ کمپنی گزشتہ ایک دہائی سے کام کر رہی ہے اور ہر سال اربوں ڈالر کماتی ہے۔ این سی او نے انٹرویو کے لیے ہماری درخواست مسترد کر دی لیکن ایک بیان میں کہا کہ اس کی ٹیکنالوجی لائسنس یافتہ حکومتی ایجنسیوں کو ایسی صلاحیت فراہم کرتی ہیں جس کی انھیں سنگین جرائم کی تحقیق میں ضرورت ہوتی ہے اور اس کے ذریعے قیمتی جانوں کو بچایا گیا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

الیکشن ۲۰۱۹ء کے بعد

ڈاکٹر سید فاضل حسین پرویز

بی جے پی دوبارہ اقتدار میں آئی۔ اور پوری شدت کے ساتھ آئی۔ اگزٹ پول سچ ثابت ہوئے۔ اپنے آپ کو جو تسلی ہم دیتے رہے تھے' وہ بھی ختم ہو چکی ہے۔ اب پانچ سال اور ہے پتہ نہیں ہم میں سے کتنے ایسے ہوں گے جن کے لئے یہ آخری الیکشن رہا ہو۔ اگلے الیکشن میں اگر ہوں گے بھی تو تب تک کے حالات کیا ہوں گے۔ اور جیسا کہ اس سے پہلے امیت شاہ نے کہا تھا کہ ۲۰۱۹ء کے الیکشن میں بی جے پی اگر دوبارہ اقتدار حاصل کرتی ہے تو اگلے پچاس برس تک اُسی کا اقتدار رہے گا۔ کسی نے یہ بھی کہا تھا کہ ۲۰۱۹ء کے الیکشن ہندوستان کے آخری الیکشن ہوں گے جو بھی ہو جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ جس کے پاس طاقت ہے' اقتدار ہے اور اس کے استعمال کا سلیقہ ہے، اس سے مقابلہ کون کرے گا؟ اپوزیشن کی نااہلی ثابت ہو چکی ہے، انہیں آپس میں لڑنے سے فرصت نہیں ہے، اقتدار کی لالچ، وزیر اعظم بننے کی خواہش، دوسروں کو آگے بڑھنے سے روکنے کی کوششوں نے اپوزیشن کو اس حد تک رسوا کر دیا کہ وہ آئینہ میں بھی اپنا چہرہ دیکھنے کیلئے شرمائیں گے۔ اب اس بات کو دہرا کر کوئی فائدہ نہیں کہ کانگریس اور مہا گٹھ بندھن مل کر مقابلہ کرتے تو نتائج شاید مختلف ہوتے۔

جو بھی ہوا ہو گیا۔ اب افسوس، گلے شکوے کرنے سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ جنہوں نے محنت کی' منصوبہ بندی کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچنے کی کوشش کی وہ کامیاب رہے۔ انہیں کسی ریاست میں نقصان ہوا تو اس کی بھرپائی کسی دوسری ریاست سے ہوئی۔ اور 2014ء کے مقابلے میں بہتر مظاہرہ کیا۔ نریندر مودی کی قیادت میں بی جے پی اور این ڈی اے اس قدر طاقتور ہو چکی ہے کہ اب وہ ہندوستان کا رخ جدھر چاہے موڑ سکتے ہیں۔ عدلیہ، میڈیا، نظم و نسق، پولیس، فوج، الیکشن کمیشن، سب پر ان کی گرفت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کانگریس اور دوسری جماعتوں میں دڑاڑیں پیدا ہوں۔ پارٹی کے خلاف بغاوت کا آغاز ہو اور آنے والے دنوں میں اپوزیشن کا کوئی وجود ہی نہ رہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ دنیا جیتنے والوں کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ ہارنے والے کا ساتھ کوئی نہیں دیتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرکزی حکومت اپنے اپوزیشن کے خلاف کیا کیا کاروائیاں کرتی ہیں۔ ممتا بنرجی کو اقتدار سے بے دخل کرنے کے لئے کیا کیا جا سکتا ہے۔ ممتا بنرجی کے لئے اس سے بڑا نقصان اور صدمہ کیا ہو سکتا ہے کہ مغربی بنگال میں بی جے پی کے قدم مضبوط ہو چکے ہیں۔ اور یہاں سے اس کے انیس (۱۹) امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ بی جے پی کو مختلف ریاستوں میں مستحکم بنانے میں وہاں کی مقامی قیادت نے بھی بڑا اہم رول ادا کیا ہے۔ ایک کو نقصان پہنچانے یا کمزور کرنے کے لئے بی جے پی کے لئے راہیں ہموار کی گئیں۔ جیسا کہ مغربی بنگال میں ہوا۔ جہاں کمیونسٹوں نے ترنمول کانگریس کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے لئے بی جے پی کی جڑوں کو سیراب کیا۔ اور وہ ریاستیں جو اپنے سیکولر کردار کے لئے مشہور تھیں' وہ بھی زعفرانی رنگ میں ڈھل گئی اور ۲۰۱۴ء سے ۲۰۱۹ء کے درمیان ہندوستان کا ہندو ذات پات، بھید بھاؤ سے آزاد ہو گیا۔ اب وہ صرف ہندو ہے۔ ورنہ یادو یادو کے حق میں ووٹ دیا کرتا تھا۔ جاٹ جاٹ کے حق میں، ٹھاکر ٹھاکر کے حق میں مگر یہ مودی اور امیت شاہ کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے کم سے کم الیکشن کے دن ہندوتوا کو زندہ رکھا۔ اور ذات پات کو ختم کر دیا۔ ورنہ شمالی ہند میں مہا گٹھ بندھن کو اچھی کامیابی ملتی۔ ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہندوستان کا سیکولر کردار تقریباً ختم ہو چکا ہے اور اب انہی لوگوں کی عزت اور مقبولیت ہے جو سیکولرزم کی مخالفت کرتے ہیں اور جنہوں نے گاندھی جی جیسے اس دیش کے مہاتما کے قاتلوں کو قوم پرست کہا' ہو سکتا ہے کہ آنے والے دنوں میں ناتھورام گوڈسے کو بھی قومی ہیرو کا درجہ دے دیا جائے اور نصابی کتابوں میں اسے ایک قوم پرست کے طور پر شامل کر لیا جائے، اس وقت مرکزی حکومت نئی تعلیمی پالیسی کے مسودہ کو تیار کروا رہی ہے۔

۲۰۱۹ء کے نتائج سے تو ایسا ہی لگتا ہے کیوں کہ جنہوں نے گاندھی جی کے قاتل کو قوم پرست کہا وہ کامیابی کی سمت رواں دواں ہے۔ نوٹ بندی، بیروزگاری، وزیر اعظم کے مسلسل بیرونی دورے، رافل معاملات پر اتنا کچھ کہا گیا مگر اس کا اثر ووٹرس پر نہیں ہوا۔ بلکہ ووٹرس نے ایک نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے ووٹ دیا ہے۔ ان کا یہ احساس ہے کہ بعض نقصانات اور تکالیف وقتی طور پر ہوں گی مگر آگے چل کر اس کے فائدے ہوں گے۔ پانچ سالہ بی جے پی دور اقتدار میں اقلیتوں کو کئی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بیف کے نام پر ماب لنچنگ، طلاق ثلاثہ کا مسئلہ، کئی عدالتی فیصلے جس سے عدلیہ کا وقار اور اعتماد مجروح ہوا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اقلیتوں نے اس سے کچھ سبق نہیں لیا۔ صرف بیان بازی کرتے رہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پانچ سال تک جو کچھ سہا اس کے ردعمل کا اظہار اپنے متحدہ ووٹوں سے کیا جاتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ جس طرح مذہبی معاملات میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسلمان آپس میں متحد نہیں ہوتے، سیاسی معاملے میں بھی اس کا ایسا ہی رویہ رہا۔ سب سے زیادہ افسوسناک پہلے تو یہ ہے کہ جہاں ان کی اکثریت رہی وہاں وہ صرف تبصرے کرتے رہے۔ لوگ مشورے دیتے رہے۔ گھر سے نکل کر انہوں نے ووٹ نہیں دیا۔ ورنہ نتائج پر کچھ تو اثر ہوتا۔ ہر پانچ سال میں حالات بدلتے جا رہے ہیں تمام قومیں وقت اور حالات سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کر رہی ہیں مسلمان ماضی میں کھویا اور حال میں سویا ہوا ہے۔ مستقبل کے بارے میں تو اسے فکر نہ کل تھی نہ آج ہے کیوں کہ سب سے آسان جملہ یا حل یہی ہے کہ ''کل کا اللہ مالک ہے'' بے شک کل کا ہی نہیں آج کا بھی اللہ ہی مالک ہے۔ اللہ رب العزت غافل کی مدد نہیں کرتا۔

الیکشن ۲۰۱۹ء سے پہلے بی جے پی نے ہر وہ کام کیا جس سے بی جے پی کی کامیابی یقینی ہو سکتی تھی۔ سرجیکل اسٹرائک کا خوب فائدہ اٹھایا گیا۔ کمانڈر ابھینندن کو خیر سگالی جذبہ کے تحت پاکستان نے رہا کیا تو یہ مسٹر مودی کی طاقت بن گئی۔ بہرحال مودی اور ان کی ٹیم نے ہر اس جماعت کی غیر محسوس طریقہ سے مدد کی جو مودی کی یا بی جے پی کی راست یا بالواسطہ تائید کر سکتے تھے۔ مثال کے طور پر آندھرا پردیش میں بی جے پی یا نریندر مودی نے غیر محسوس طریقہ سے چندرا بابو نائیڈو کی اہمیت کو گھٹایا اور جگن کو کامیاب بنانے میں اپنا رول ادا کیا۔ جگن نے ایک سے زائد مرتبہ نریندر مودی کی حمایت کی تھی اور اس مرتبہ بھی انہوں نے اشارہ دیا تھا کہ وہ مودی کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جگن نے جہاں دوبارہ پولنگ کا مطالبہ کیا وہاں اس مطالبہ کو قبول کر لیا گیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

مدینہ منورہ انسانی تاریخ کی پہلی ریاست

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کے سامنے جب اپنی دعوت ،معجزات اور مقصد بعثت بیان کیا تو اس پر جو فوری ردعمل سامنے آیا اس کے بارے میں قرآن کہتا ہے''**قال الملا من قوم فرعون ان ھذا لسحر علیم،یریدان یخرجکم من ارضکم فما ذا تامرون** (سورہ اعراف،آیات 109,110)اس پرفرعون کی قوم کے سرداروں نے آپس مِیں کہا یقیناًیہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے ،تمہیں تمہاری زمین سے بے دخل کرنا چاہتا ہے''۔مصر کے ذہین سردار فوراًیہ بات سمجھ گئے کہ اس شخص کے مقاصد میں زمین پر قبضہ کرنا بھی شامل ہے اور بالآخر یہ ہمیں ریاست سے بے دخل کر کے اقتدار حاصل کرنا چاہتا ہے۔پس انبیاء علیھم السلام جس پروگرام کے تحت اس زمین پر مبعوث کیے گئے اور جس ایجنڈے کے تحت انہوں نے اپنی جدو جہد کو جاری وساری رکھا اس میں نظام سیاست کی تبدیلی بذریعہ حصول اقتدار شامل تھی۔خود نبی اخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قرآن مجید نے نقل کی ہے کہ''**وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطٰنانصیرا**۔ اور دعا کرو کہ پروردگار مجھ کو جہاں بھی لے جاتو سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنادے''(سورہ بنی اسرائیل،آیت 80)۔پس اسی مطلوب اقتدار کے لیے مدینہ طیبہ کی ایک ریاست محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کی گئی۔

مدینہ منورہ کی ریاست انسانی تاریخ کی پہلی ریاست ہے جو کسی تحریری دستور کی بنیاد پر وجود میں آئی۔اس سے پہلے بھی قبیلہ بنی نوع انسان میں کتنی ہی ریاستیں وجود میں آتی رہیں اور مٹتی رہیں بڑی سے بڑی بھی اور چھوٹی چھوٹی بے شمار ریاستیں اس کرہ ارض کے صفحہ قرطاس پر اپنا وجود منواتی رہیں اور پھر تاریخ انسانی کے صحیفوں میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو چکیں لیکن مدینہ منورہ عالم انسانیت کی وہ پہلی ریاست بنی جس کی بنیاد ایک تحریری دستاویز''میثاق مدینہ''پر استوار کی گئی،اور اسی میثاق کی بنیاد پر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اس ریاست کے حکمران مقرر ہوئے۔میثاق مدینہ کی آخری شق یہی تھی کہ کسی بھی اختلاف کا آخری فیصلہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے۔یہ تحریری دستور محض دکھاوے کا ورق نہ تھا بلکہ اس کے مطابق ریاست مدینہ کا نظم ونسق چلایا گیا اور بے شمار مواقع پر اس دستور کے مطابق فیصلے کیے گئے اور جن جن فریقوں نے اس دستور کی خلاف ورزی کی ان کے خلاف تادیبی کاروائی بھی کی گئی جیسے غزوہ احزاب کے موقع پر بنی قریظہ کے یہودیوں نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی تو غزوہ کے فوراً بعد ان کا قلع قمع کر دیا گیا۔

ریاست مدینہ تاریخ انسانی کی پہلی ریاست تھی جو کثرت مذاہب، کثرت قوام اور کثرت لسان پر مشتمل ایک کثیرالمذ ہبی، کثیرالقومی اور کثیرالسانی معاشرے پر مشتمل تھی۔اس ریاست میں خود مسلمان اگرچہ اکثریت میں تھے لیکن اس کے باوجود گروہی شناخت ان کے دامن گیر رہی،انصار ومہاجرین میں سے دو بڑے بڑے گروہ مسلمانوں کے تھے پھر مہاجرین میں سے قریش اور غیر قریش لوگ بھی موجود تھے جیسے حضرت بلال ،حضرت سلمان فارسی وغیرہ غیر قریشی مہاجرین تھے۔انصاری مسلمان اوس اور خزرج میں تقسیم تھے،اس پر مستزاد خود مسلمانوں کا گروہ کثیر منافقین و مومنین کے درمیان بٹا ہوا تھا جس پر قرآن مجید نے بڑے سنگین قسم کے تبصرے کیے ہیں۔غیر مسلموں میں سب سے بڑی اقلیت یہود تھے جو اقلیت میں ہونے کے باوجود اپنے مال واسباب اور اثر ورسوخ میں اکثریت سے کسی طور کم نہیں تھے،اور اپنی اس حیثیت کو مسلمانوں کے برخلاف استعمال کرنے میں کبھی نہیں چوکتے تھے۔اتنے بڑے انسانی تنوع کے ساتھ اس آسمان نے پہلی بار اس زمین کے سینے پر کوئی ریاست بنی ہوئی دیکھی اور کامیابی سے چلتی ہوئی بھی دیکھی۔آج کی دنیا میں قائم اس طرح کے معاشرے تعصب اور فرقہ ورانہ اور نسلی فسادات سے بھرے پڑے ہیں، دنیا کے مہذب ترین سیکولر یورپی معاشرے اپنے ہی ہم فکر سیکولر ایشیائیوں کو برداشت نہیں کرتے اور وقتاً فوقتاً ان پر چڑھ دوڑتے ہیں لیکن مدینہ منورہ کی اس کثیرالقومی وکثیرالمذ ہبی ریاست میں اس نوع کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا اور مواخات کے درخشاں باب نے تو جیسے اس معاشرے کے افراد کو تسبیح کی طرح ایک دھاگے میں پروسا دیا تھا۔ریاست مدینہ دنیا کی اولین ریاست تھی جس میں قانون سب کے لیے تھا اور سب انسان قانون کی نظر میں برابر تھے۔ریاست مدینہ کی تشکیل وتاسیس تک تو کسی ریاست نے اس بات کا دعوی بھی نہیں کیا تھا اس کے ہاں سب برابر ہیں لیکن اس کے بعد آج کی ریاستوں میں کاغذی دعوے تو کیے جاتے ہیں لیکن قانون سب کے لیے یکساں کا رواج عملاً کہیں بھی موجود نہیں ہے۔عیسائی راہبات کے لیے اسکارف کی اجازت ہے جبکہ مسلمان خواتین کے لیے اس قانون میں کوئی گنجائش نہیں، گوروں کے لیے مالیاتی وسفارتی قوانین الگ ہیں جبکہ کالوں کے لیے اور سانولوں کے لیے مطلقاً جدا جدا ہیں جبکہ ریاست مدینہ ایسی ریاست تھی جس میں مسلمان قاضی ریاست کا فیصلہ یہودی کے لیے برات کا تھا اور مسلمان کے لیے گردن زدنی کا تھا۔جب محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے مجرم کے لیے قانون میں رعایت مانگی گئی تو فرمایا میری بیٹی بھی ایسا جرم کرتی تو یہی سزا پاتی۔بذات خود حضرت عمر نے آخری ایام میں فرمایا کہ میں نے کسی کے ساتھ زیادتی کی ہو تو بدلہ لے لے۔قانون کی نظر میں سب کی مساوات نے ہی اس معاشرے کو عدل فاروقی کی منزل سے روشناس کرایا۔ریاست مدینہ دنیا کی وہ اولین ریاست تھی جو دیگر ریاستوں سے مزاکرات پر یقین رکھتی تھی، میثاق مدینہ کا ذکر ہو چکا جو مزاکرات کا ہی نتیجہ تھا۔غزوہ خیبر میں فتح مند ہونے کے بعد اس وقت تک کے رواج کے مطابق مفتوح قوم کو سزا ملنی چاہئے تھی اور اس قوم کی املاک وجائداد سب فاتحین کا حق تھا لیکن آسمان انگشت بدنداں تھا کہ فاتح نے مزاکرات کی بساط بچھائی اور مفتوح کو اپنے سامنے برابری کی بنیاد پر بٹھا کر ان سے مزاکرات کیے ،مفتوحین کا سب کچھ انہیں لوٹا کر نصف پیداوار پر معاہدہ طے پا گیا۔فصل تیار ہونے پر مسلمانوں کا نمائندہ پہنچا اور پیداوار نصف کی اور مفتوحین سے کہا کہ جو حصہ چاہو لے لو اور جو چھوڑ دو گے وہ ہم لے جائیں گے۔گویا ریاست مدینہ کے مزاکرات مفتوح ومجبور اقوام پر احسان مندی کا ذریعہ تھے نہ کہ آج کی نام نہاد انسانی حقوق کی علمبردار سیکولرازم کی پروردہ ریاستوں کی مانند جن کے مزاکرات سوائے ڈھونگ کے کچھ نہیں اور جن کے مقاصد ظالم کو مہلت مزید دے کر مجبور ومظلوم سے حق زندگی تک کا چھین لینا ہے۔ریاست مدینہ نے بیعت رضوان کے باوجود جنگ کو روک کر دشمن تک سے مزاکرات کیے اور تحریری صلح نامہ پر دستخط کرنے سے پہلے بھی ثابت کیا کہ مزاکرات میں قول وقرار ہونے کے بعد پھر کسی رو رعایت کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ریاست مدینہ کی ایک اور شاندار بنیاد ''مشاورت''تھی،آج صدیوں کے بعد جمہوریت کے نام پر اکثریت کی بات کو تسلیم کرنے کا رواج پیدا ہوا جبکہ ریاست مدینہ کا حکمران محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ انسانی میں سب سے پہلے اپنی رائے کی قربانی دے کر اور اکثریت کی رائے پر فیصلہ کر کے ثابت کیا کہ جمہور کا فیصلہ قابل اقتدا ہوا کرتا ہے جبکہ یہ وہ دور تھا جب دنیائے انسانیت میں سرداری وبادشاہی نظام نے پنجے گاڑ رکھے تھے اور حکمران سے اختلاف تو بڑی دور کی بات تھی اس کے سامنے بولنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔گویا اس وقت کے بادشاہوں کی تلوار آج کے سیکولر ممالک کی خفیہ ایجنسیوں کی مانند تھی کہ جس نے اختلاف کیا اس کا وجود ہی دنیا سے عنقا کر دو اور اوپر سے جمہوریت اور آزادی رائے اور بے باک صحافت کا راگ الاپ کر دنیا کو خوب بے وقوف بناتے رہو لیکن ریاست مدینہ کا وجود صحیح آزادی رائے کا مجسم نمونہ تھا جس میں معاشرے کے ہر طبقے خواہ وہ غلام ہوں ،خواتین ہوں یا بدیسی شہری ہوں سب کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے مکمل مواقع میسر تھے اور ان پر کوئی قدغن نہیں تھی۔فجر کی نماز کے بعد محسن انسانیت مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے اور مرد وخواتین میں سے جو بھی جو کہنا پوچھنا چاہتا اسے ادب واحترام کی حدود کے اندر مکمل آزادی تھی۔ریاست مدینہ منورہ کی مدح وستائش میں دفتر لکھے گئے، لکھے جارہے ہیں اور تا قیامت لکھے جاتے رہیں گے۔فتح مکہ، ریاست مدینہ کا فیصلہ کن وتاریخ ساز اقدام تھا جس کے بعد انسانیت نے شرک کے اندھیروں سے نکل کر توحید کی طرف اپنے سفر کی تاسیس نو کی۔

مسلمان اپنے بنیادی حقوق کے لئے جدوجہد کریں

ہندوستان میں مسلمانوں کو دستوری جمہوری اور قانونی حقوق حاصل ہیں۔سماجی سطح پر تو وہ اس ملک کی رگ وجان ہیں، مگر حالیہ برسوں میں ہندوستانی مسلمانوں کو جسمانی وذہنی اور معاشی طور پر تیسرے درجہ کا شہری ہونے کا احساس دلانے والے واقعات کو اس شدت سے سامنے لایا جارہا ہے کہ عام مسلمان خوف کے سایہ میں سانس لینے لگا ہے، اپنے اور اپنے بچوں کے مستقبل کی فکر میں مبتلاء ہو کر فرقہ پرستوں کے مظالم کو خاموشی سے برداشت کررہا ہے، جبکہ یہ ایک مجرمانہ حرکتیں ہیں، سماج کے اندر اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو تنگ کرتا ہے اس کے شہری حقوق سے محروم کرتے ہوئے اس کو زدوکوب کرتا ہے تو یہ خلاف قانون ہے۔اس طرح کی کارروائیوں کے خلاف آواز اٹھانے کا بھی مکمل حق حاصل ہے مگر حالیہ ہجومی تشدد کے واقعات ہوں یا فسادات میں مسلمانوں کی جانوں اور املاک ،عزت ووقار کو تباہ کرنے والے سانحات پر ایک مرحلہ پر مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی خاموشی نے انہیں دیگر ابنائے وطن کے سامنے ایک مظلوم طبقہ بنادیا ہے۔ہجومی تشدد ہو یا اس طرح کے دوسرے معاملات ہر موضوع پر مسلمانوں اور امن پسند شہریوں کی ہی خاموشی نے فرقہ پرستوں،انسان دشمنوں ،سماج دشمنوں ،قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے حوصلہ بڑھادئے ہیں، ہندوستان میں رہنے والے تمام طبقات کے باشندوں کو یکساں حقوق حاصل ہیں۔بنیادی حقوق یہ ہیں کہ مسلمان اپنے لئے اس قابل بنائے کہ وہ ہر خراب حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرے جب کہ افسوس اس بات کا ہے کہ نہ ہی عام مسلمان اور نہ ہی خاص ونمائندہ مسلمان ہندوستان میں دستوری، جمہوری اور قانونی حقوق کے لئے خود کو تیار رکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ہندوستانی شہری کے جان ومال کی حفاظت کرنا قانون اور حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔جب کسی شہری کی بنیادی ضرورتوں کو پورا نہیں کیا جاتا تو شہری محسوس کرتا ہے کہ وہ اس قابل نہیں ہے یا وہ بے بس ہے۔مسلمانون کے ساتھ ہونے والے واقعات پر صرف آہ بکا کی جاتی ہے۔مدد کی دہائی دی جاتی ہے۔کسی گوشے سے ہمدردی اور امداد راحت کی آس میں وقت ضائع کیا جاتا ہے، اپنے ہی طبقہ کے طاقتور گروپ سے ابتدائی انصاف کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن خود اس سلسلہ میں بروقت قدم اٹھانے سے قاصر ہونے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔بلاشبہ ریاستی ومرکزی حکومتیں اور اس کا قانون ہر طبقہ کے فرد کو سلامتی وسکون کی ذمہ داری پوری کرنے کا اختیار رکھتی ہے،لیکن حالیہ برسوں کے دوران رونما ہونے والے واقعات سے سماج کے صرف ایک طبقہ کو دیگر طبقات خاص کر مسلمانوں کے خلاف نفرت ،تشدد، مار پیٹ،موت کے گھاٹ اتار دینے کے واقعات کو اندھادھند طریقہ سے انجام دینے کی کھلی چھوٹ دی گئی ہے۔اگر اس ملک کا قانون اپنی تھوڑی سی ذمہ داری پوری کرے تو کسی بھی طاقت یا ادنیٰ انسان کی کوئی مجال نہیں ہوتی کہ وہ کسی دوسرے شہری کے ساتھ خراب برتاؤ کرے۔تشدد، حملے، زدوکوبی تو دور کی بات ہے قانون ونظم ونسق اپنے فرائض کو دیانتدارانہ طریقہ سے انجام دینے لگے تو کوئی بھی شہری کسی کو نشانہ بنانے کی جرات نہیں کرے گا،تشویشناک بات تو یہ ہے کہ جب سے ملک پر فرقہ پرستوں، ہندوتو انظریہ کے حامل افراد کو حکمرانی کا اختیار حاصل ہوا ہے ہندوستان کے دیگر طبقات خاص کر مسلمانوں کو ہر محاذ پر ہراساں کیا جانا ان کا حق بن گیا ہے، جب تشدد پسند،فرقہ پرست طبقہ مسلمانوں کو نشانہ بنانے کو اپنا حق سمجھتا ہے تو اس کے جواب میں مسلمانوں نے اپنے دستوری جمہوری قانونی حقوق سے دست کش اختیار کیوں کیا ہے،اب تک جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک واقعہ کو قانون کی عدالتوں میں چیلنج کرتے ہوئے متعلقہ حکومتوں، نظم ونسق کے دستوری ذمہ داروں کو انصاف کے کٹھرے میں لاتے ہوئے خاطیوں کو سزا دلانے کی منظّم کوشش کیوں نہیں کی گئی۔تشدد سے کام لینے والوں کو قانون اور دستوری حقوق کے دائرہ میں لاکر سبق سکھانے کی کبھی بھی کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی ہمت دکھائی گئی ،نتیجہ میں مسلمان ایک تیسرے درجہ کا شہری بن کر رہ گیا۔اپنے بنیادی حقوق کی شناخت سے محرومی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں پر چند مٹھی بھر فرقہ پرست طاقتیں کمزور کرتے ہوئے احساس کمتری میں مبتلاء کرنے میں کامیاب ہورہی ہیں، جب کہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے یہاں کا کثیرالوجود معاشرہ مسلمانوں کے حق میں ہے تو ابنائے وطن کو لیکر اپنے حقوق کے حصول کے لئے حکومت وقت اور قانون نظم ونسق کے رکھوالوں اور ذمہ داروں کی نیندیں حرام کر سکتے ہیں، مگر افسوس اس سلسلہ میں نہ تو عام مسلمان کو فکر ہے اور نہ ہی خاص مسلم نمائندوں کو اس ذمہ داری کا احساس ہے۔(**اداریہ عوامی نیوز پٹنہ** 2/7/19)

جسٹس کاٹجو سے معذرت کے ساتھ

شکیل شمسی

سپریم کورٹ آف انڈیا کے سابق جسٹس مارکنڈے کاٹجو صاحب سے سارا ہندوستان واقف ہے۔وہ اپنی صاف گوئی، سیکولر نظریات اور بیباکی کے لیے ہمیشہ سے مشہور رہیں۔فرقہ پرستوں کو منہ توڑ جواب دینے میں ایک پل کی تاخیر نہیں کرتے،اردو کے وہ بہت بڑے مداح ہیں، وہ جس قسم کی باتیں کہہ جاتے ہیں اس کو کوئی بھی عام آدمی کہنے کی ہمت نہیں کرسکتا۔گائے کو ماں کہے جانے کے بارے میں ان کی جو گفتگو سوشل میڈیا پر گشت کررہی ہے، وہ دیکھ کر ان کی جرأت مندی کو لوگ سلام کرتے ہیں۔الیکشن سے قبل بھی انہوں نے جس قسم کے بیانات دیے تھے وہ بھی شاید کوئی دوسرا نہیں دے سکتا تھا۔ہم بھی جسٹس کاٹجو صاحب کے اس انداز سے بہت متاثر ہیں کہ وہ بے خوف ہوکر اپنی بات کہتے ہیں، اسی لیے چار پانچ دن قبل جب انہوں نے مسلمانوں میں تبدیلی لانے کی غرض سے ایک مضمون بھیجا تو ہم نے ان کی رائے سے اتفاق نہ کرنے کے باوجود اس کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا،لیکن ایک صحافی کی حیثیت سے ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ہم جن باتوں سے متفق نہیں ہیں ان کو عوام کے سامنے پیش کریں،جسٹس کاٹجو صاحب نے اپنے مضمون میں اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمان اپنے پرسنل لا یعنی قانون شریعت سے الگ ہٹ کر یکساں سول کوڈ اپنانے کی طرف قدم بڑھائیں۔حالانکہ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یونیفارم سول کوڈ کا کوئی ڈرافٹ بھی ابھی تک بن سکا ہے؟اس لیے آج جب میری ٹیلی فون پر ان سے گفتگو ہوئی تو میں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی کہ یونیفارم سول کوڈ کا کوئی خاکہ ابھی تک موجود نہ ہونے کے باوجود اس کے بارے میں گفتگو کرنا کہاں تک مناسب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یونیفارم سول کوڈ صرف شادی بیاہ ،طلاق اور وراثت تک محدود ہوگا باقی سب اپنے اپنے مذہب کے مطابق رسومات نبھائیں گے،اس پر میں نے پوچھا کہ مسلم لڑکی کو جو مہر کی رقم ملتی ہے یونیفارم سول کوڈ میں اس کو ختم کردیا جائے گا یا پھر ہندو لڑکی کو بھی مہر ملے گا؟ ویسے میں ان کے سامنے یہ بات بھی رکھنا چاہتا تھا کہ جنوبی ہندوستان کے ہندوؤں میں سگے ماموں کے ساتھ بھانجی کی شادی ہو جاتی ہے، جب کہ شمالی ہندوستان میں ایک گاؤں میں رہنے والے لڑکے اور لڑکیوں کو بھی کھاپ پنچایت سگا بھائی بہن مان کر شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے،ان دونوں رسموں میں سے کون سی لاگو ہوگی اور کون سی بند کردی جائے گی؟ اتراکھنڈ کے کئی علاقوں میں آج بھی ہزاروں سال پرانی رسم نافذ ہے کہ ایک ہی عورت سے گھر کے سب بھائی شادی کرتے ہیں، جب کہ ہریانہ اور کئی دوسرے صوبوں میں گھر کی بہو جیٹھ اور دیور سے پردہ کرتی ہے، جب سول کوڈ بنے گا تو ان میں سے کس رسم کو جائز مانا جائے گا؟ میں ان کے سامنے یہ بات بھی رکھنا چاہتا تھا کہ جس ملک میں کرمنل اور ٹریفک قوانین میں تفریق کی جاتی ہو، وہاں کیا سول کوڈ لگانا ممکن ہے؟ کیا تمام فرقوں کو سکھوں کی طرح کرپان رکھنے کی اجازت ہوگی؟ کیا میں اگر پگڑی باندھ لوں تو ٹریفک پولیس والا ہیلمٹ نہ پہننے پر میرا چالان نہیں کرے گا؟ جسٹس کاٹجو صاحب نے اپنے مضمون میں برقع کے خلاف بھی کافی باتیں لکھی ہیں اور فرانس کا بھی حوالہ دیا ہے کہ وہاں کی طرح یہاں بھی برقع پر پابندی لگادی جائے۔میں نے آج جسٹس صاحب سے پوچھا کہ فرانس میں عیسائی راہبائیں تو اسکارف بھی باندھتی ہیں اور سیاہ عبایہ پہن کر بھی نکلتی ہیں، ان پر پابندی کیوں نہیں لگی؟ تو اس پر انہوں نے فرمایا کہ ارے بھئی وہ تو Nuns (راہبائیں) ہوتی ہیں اس پر میں نے ان سے عرض کیا کہ اسلام ہر خاتون کو راہبہ جیسی عزت دیتا ہے ،کیوں کہ ہر مسلم خاتون عبادت کرتی ہے اسی لیے اس کو بھی گھر سے نکلتے وقت ویسا ہی لباس پہننے کا حکم دیتا ہے جیسا عیسائی راہبائیں پہنتی ہیں۔اس پر انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ میری مخالفت میں مضمون لکھئے تو میں نے کہا کہ میں آپ کی مخالفت بالکل نہیں کرنا چاہتا بلکہ آپ کے سامنے اپنی بات اسی طرح رکھنا چاہتا ہوں جس آپ نے انقلاب کی معرفت قارئین کے سامنے رکھیں، میرا مضمون لکھنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ بھی اس بات کو سمجھیں کہ یونیفارم سول کوڈ کے نام پر جس طرح صرف مسلمانوں کو نشانہ بنایا جا تا رہا ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔اگر واقعی اس ملک کے دانشوروں کے ذہن میں یونیفارم سول کوڈ کا کوئی خاکہ ہے تو اس کو اہل وطن کے سامنے پیش کریں، پہلے معلوم تو ہو کہ یونیفارم سب کو پہنایا جائے گا یا صرف مسلمانوں کے بدن پر چڑھانے کے لیے اس کا نام لیا جاتا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ جسٹس کاٹجو صاحب جیسے وسیع القلب، بلند نظر و بیباک اور بے خوف دانشور کی طرف سے پہلے یکساں سول کوڈ کا کوئی ایسا خاکہ پیش کرنے کے سلسلہ میں پہل کی جائے گی ،جس (سول کوڈ) کا اطلاق صرف مسلمانوں پر نہیں ملک کے تمام فرقوں پر یکساں طور پر ہو۔(بحوالہ روزنامہ انقلاب ۸؍جولائی ۲۰۱۹ء)

آدھار کی تفصیلات کے تحفظ کا مسئلہ

ڈاکٹر عبدالقادر شمس

ہندوستانی شہریوں کی ذاتی تفصیلات پر مبنی یونک آئیڈنٹیٹی فکیشن نمبر یعنی ’’آدھار‘‘ کو قانونی حیثیت دینے سے متعلق بل گرچہ لوک سبھا میں یوپی اے حکومت کے دور میں ہی منظور ہو چکا تھا مگر اس کے حوالے سے بی جے پی یہ کہتی رہی کہ یہ آدھار ’نرادھار‘ تھا اس لیے موجودہ حکومت نے آدھار ترمیمی بل- ۲۰۱۹ء کو پہلے لوک سبھا اور پھر ۸؍جولائی ۲۰۱۹ء کو راجیہ سبھا میں بحث ومباحثہ کے بعد اتفاق رائے سے منظور کرالیا ہے۔

آدھار ترمیمی بل پر کانگریس سمیت تمام اپوزیشن جماعتوں کو سب سے زیادہ تشویش اس کے ڈاٹا کے تحفظ کو لے کر تھا،جس کا جواب دیتے ہوئے مرکزی وزیر قانون روی شنکر پرساد نے کہا کہ تمام تفصیلات محفوظ ہیں اور ایوان کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ ڈاٹا کو کسی بھی قسم کی ہیرا پھیری کے لیے استعمال نہیں ہونے دیا جائے گا اور حکومت اس کے تحفظ کے لیے پوری طرح جوابدہ ہے۔بحث کے دوران بہت سے اراکین پارلیمنٹ جب حکومت کی یقین دہانیوں سے مطمئن نہ ہوسکے تو کئی معزز اراکین نے حکومت سے ’’ڈاٹا سیکورٹی ایکٹ‘‘ کا مطالبہ کیا جس پر وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی کہ حکومت جلد ہی ڈاٹا سیکورٹی بل پیش کرے گی جس کی تیاری چل رہی ہے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں یہ بھی کہا کہ کسی بھی آدھار کارڈ کی تفصیلات حاصل کرنے یا اس کے استعمال کے لیے اجازت لازمی ہوگی ،اسی کے ساتھ وزیر موصوف نے یہ بھی وضاحت کی کہ اب بینک کھاتے کے لیے یا موبائل سم حاصل کرنے کے لیے آدھار لازمی دستاویز نہیں ہوگا۔روی شنکر پرساد نے دیش کو یقین دہانی کراتے ہوئے کہا ہے کہ آدھار کارڈ نہ ہونے کی صورت میں کسی بھی شہری کو راشن یا دیگر بنیادی سہولتوں کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔گرچہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ آدھار ترمیمی ایکٹ سپریم کورٹ کی ہدایت کی روشنی میں منظور کیا گیا ہے لیکن نہ جانے کیوں لوگوں کے دلوں میں آدھار کو لے کر جو شکوک وشبہات شروع دنوں سے ہیں وہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہے۔اس ترمیمی بل کو بلاتاخیر منظور کیے جانے کی حمایت میں حکومت کے زیادہ تر وزراء کہتے رہے ہیں کہ آدھار کارڈ کا بنیادی مقصد مستحقین کو ان کے اکاؤنٹ تک محفوظ طریقے سے مالی امداد پہنچانے کا حق فراہم کرنا ہے تاکہ سرکاری امداد بچولیوں کے ہاتھوں میں جانے سے بچ سکے۔

آدھار کو قانونی حیثیت دینے کے بعد مستحقین تک امدادی رقوم پہنچائے جانے کو محفوظ قرار دیے جانے پر کئی سوالات تو پہلے سے ہی موجود ہیں لیکن سب سے بڑا سوال شخصی تفصیلات کے تحفظ کا ابھر کر سامنے آرہا ہے، کیونکہ ماضی میں الیکشن شناختی کارڈ، منریگا کارڈ ،غریبوں کا ہیلتھ اسمارٹ کارڈ، راشن کارڈ، بی پی ایل اور اے پی ایل کارڈ کی ہیرا پھیری کے اتنے قصے سامنے آچکے ہیں کہ آدھار کارڈ بل کی منظوری کے بعد بھی عوام کو اس بات کا پختہ یقین نہیں ہے کہ ان کا پورا پورا حق راست طور پر انہیں مل جائے گا کیونکہ ماضی میں ہیلتھ اسمارٹ کارڈ کا فائدہ ڈاکٹر اٹھا چکے ہیں، راشن کارڈ اور بی پی ایل کارڈ پر تو ڈیلروں نے قبضہ کر رکھا ہے، جب کہ منریگا کارڈ کی بنیاد پر مکھیا اور پردھانوں کے وارے نیارے ہوتے رہے ہیں، ایسے میں آدھار کارڈ کا غلط استعمال نہیں ہوگا اس پر یقین نہیں آرہا، البتہ لوگوں میں یہ خوف ضرور پیدا ہوگیا ہے کہ کہیں آدھار کارڈ کی تفصیلات کا ہی غلط استعمال نہ ہونے لگیں۔ حکومت نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس کے پیش نظر ایسا نہیں لگتا کہ ماضی کے دیگر کارڈوں کی طرح آدھار کارڈ کا بھی غلط استعمال ہوگا لیکن گاؤں میں رہنے والے ان پڑھ کسانوں کو یہ ڈر ستا رہا ہے کہ کہیں ان کی فراہم کردہ تمام تفصیلات سمیت ہاتھوں کی انگلیوں کے نشانات اور آنکھوں کی پتلی کی تصویروں کے ذریعے انہیں ان کی جائدادوں سے ہی نہ بے دخل کردیا جائے ،اس قسم کے اندیشہ ہائے دور دراز پائے جاتے ہیں لیکن ایسا امکان کم ہے،البتہ اس بات کا خدشہ ضرور ہے کہ جس طرح اندرا آواس کی رقم کی نکاسی کے لیے بچولیے اور بینک ملازمین آپس میں مل کر سرکاری امداد کا بندر بانٹ کرتے رہے ہیں اسی طرح آدھار کارڈ کا بھی غلط استعمال بچولیوں کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے ،ایسے میں جب آدھار کارڈ کی اصل کاپی انٹرنیٹ پر دستیاب ہے اور اس کی رنگین نقل کا پرنٹ نکالنا بہت مشکل نہیں ہے تو اس سے بچولیوں کا کام مزید آسان ہوگیا ہے ،اس لیے اس بات کا خدشہ پہلے سے زیادہ ہوگیا ہے کہ بینک ملازمین اور بچولیوں کے مجرمانہ گٹھ جوڑ کی وجہ سے کسی کا بھی اکاؤنٹ کھلنا آسان ہے اور اس اکاؤنٹ سے سرکاری امدادی رقم بھی نکالنا بہت مشکل نہیں۔

کچھ دنوں قبل راجدھانی دہلی کے اعلیٰ پولیس حکام نے ایک ایڈوائزری جاری کی تھی کہ لوگ اپنے فیس بک،ٹوئیٹر یا انٹرنیٹ اکاؤنٹ سے اپنی تصویریں ہٹالیں کیونکہ داعش جیسی خطرناک دہشت گرد تنظیمیں ایسی تصویروں کے غلط استعمال کی فراق میں ہیں،اس سنسنی خیز خبر کے بعد انٹرنیٹ پر موجود آدھار کارڈ کی تفصیلات تک سائبر جرائم کو انجام دینے والوں کی رسائی نہیں ہوپائے گی اس پر کس طرح یقین کیا جاسکتا ہے ۔اس سنسنی خیز خبر کے بعد آدھار کی تفصیلات کے تحفظ پر جو سوال اٹھایا جارہا ہے اس کو دیکھ کر سب سے زیادہ مسلم نوجوان چوکنا ہوسکتے ہیں کیونکہ بایومیٹرکس کی تفصیلات لیک ہونے پر کسی بھی ایئرپورٹ پر کسی کی گرفتاری آسان ہوجائے گی اور اس کا آسان شکار پہلے سے ہی مشکوک نگاہی جھیل رہے مسلم نوجوان ہوسکتے ہیں۔

آدھار کارڈ ہو یا الیکشن شناختی کارڈ یا پھر ایسے دوسرے دستاویز جس کی قانونی حیثیت ہے اور کبھی نہ کبھی اس کی ضرورت ہوتی ہے،ان کی تفصیلات کے تحفظ کے ساتھ ساتھ ایک اہم مسئلہ اس کی صحیح انٹری اور تلفظ کا ہے،ایک عام جائزے کے مطابق ۸۰؍فیصد لوگوں کے نام، والد کا نام رشتوں کی وضاحت ،عمر اور دیگر تفصیلات میں کہیں نہ کہیں غلط اندراج موجود ہے یا تلفظ میں غلطی کی گئی ہے،سوال یہ ہوتا ہے کہ آخر اس مسئلہ کو کس طرح حل کیا جائے۔اب تک اس مسئلہ کو نہ عوام نے اہمیت دی اور نہ سرکاری اہلکاروں نے اس پر توجہ دی لیکن جب سے آسام میں این آرسی کا مسئلہ سامنے آیا ہے تو یہ معاملہ بے حد سنگین ہوگیا ہے کیونکہ آسام میں ایسے ہزاروں لوگوں کی شہریت کو مشکوک قرار دے دیا گیا ہے جن کی تفصیلات مختلف سرکاری دستاویزوں میں الگ الگ طور پر درج ہیں یا تلفظ میں غلطی ہے،ایسی صورتحال سے عوام کو نجات دلانے کے لیے بھی حکومت کو مہم چلانی چاہیے تاکہ لوگوں کی تفصیلات کا اندراج صحیح ہوسکے اور الگ الگ دستاویزوں میں یکسانیت لائی جاسکے۔

یوں تو حکومت کے ارادے نیک ہیں اور آدھار کی تفصیلات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مضبوط میکانزم تیار کیا گیا ہے تاہم ان تفصیلات کے تحفظ کا مزید مستحکم نظام قائم رکھنے کے لیے حکومت کو غور وفکر جاری رکھنی چاہیے اور ماضی کے تجربات نیز ماہرین کی رائے سے فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ٹرمپ کی امیر قطر سے ملاقات

امریکہ ایران کشیدگی کے جلو میں صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے امریکی دورے پر آئے قطر کے امیر شیخ تمیم بن حمد الطحانی کے ساتھ وائٹ ہاؤس میں ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران مسٹر ٹرمپ نے منگل کو صحافیوں کو بتایا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایران کے ساتھ کیا کیا جا سکتا ہے۔ ایران اب بہت غلط کام کر رہا ہے جس کیلئے وہ احتیاطی تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔ (یو این آئی)

نیپال میں زبردست بارش، آٹھ افراد ہلاک

نیپال کے مختلف حصوں میں گزشتہ دو دنوں میں زبردست بارش سے آٹھ افراد ہلاک اور دیگر سات لاپتہ ہو گئے ہیں۔ سرکاری ذرائع نے جمعہ کو یہ اطلاع دی۔ محکمہ موسمیات نے بتایا کہ کاٹھمنڈو سمیت ملک کے مختلف حصوں میں زبردست بارش ہو رہی ہے۔ (یو این آئی)

افغانستان بم دھماکہ میں چار ہلاک، کئی زخمی

افغانستان کے صوبہ ننگرھار کے ضلع بچیر گام میں جمعہ کی صبح ایک شادی کی تقریب ہوئے بم دھماکے میں کم از کم چار افراد ہلاک ہو گئے اور چالیس سے زائد زخمی ہو گئے۔ مقامی ذرائع کے مطابق یہ دھماکے ایک مقامی ملیشیا کمانڈر کے بیٹے کی شادی کی تقریب کو نشانہ بنا کر کیے گئے تھے۔ (یو این آئی)

روہنگیا مسئلے پر میانمار کے کردار سے بانکی مون کو تشویش

اقوام متحدہ کے سابق سیکرٹری جنرل بان کی مون نے روہنگیا مسئلے پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور زبردستی نکالے گئے روہنگیا پناہ گزینوں کو واپس لینے پر ہچکچاہٹ کا اظہار کرنے کے لئے میانمار حکومت کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ مسٹر مون نے جزائر مارشل کے صدر ڈاکٹر ہلڈ ھاہن اور عالمی بینک کے چیف ایگزیکٹو آفیسر ڈاکٹر کرسٹیلائن جرجیوانے کاکس بازار میں کتپولانگ میں واقع روہنگیا پناہ گزینوں کے راحت کیمپ کے دورے کے بعد بدھ کو صحافیوں کو بتایا کہ یہ بالآخر بنگلہ دیش کے لئے ایک ناقابل برداشت بحران ہوگا۔ انہوں نے کہا: ’’یہ بنگلہ دیش کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ اتنی بڑی تعداد میں روہنگیا کو طویل عرصے رکھ سکے۔‘‘ (یو این آئی)

ترکی کو روس سے ایس-400 میزائل کی پہلی کھیپ موصول

روس نے امریکی دھمکیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ایس-400 دفاعی میزائل نظام کی پہلی کھیپ ترکی کے حوالے کر دی ہے۔ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ترکی پر اس معاہدے سے علیحدہ ہونے کے لیے شدید دباؤ ڈالا تھا اور خطرناک نتائج کا سامنا کرنے کی دھمکی بھی دی تھی۔ روس کا کہنا ہے کہ معاہدے کے تحت آہستہ آہستہ باقی کھیپ بھی بھیج دی جائے گی، ترک وزارت دفاع کی جانب سے بھی میزائل کی پہلی کھیپ کی آمد کی تصدیق کی گئی ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

شام میں طبی مراکز پر بمباری میں سو سے زائد افراد ہلاک

شام میں حکومتی فورسز اور باغی جنگجوؤں کے درمیان ہونے والی تازہ جھڑپوں کے دوران سو سے زائد افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق شام میں فریقین کے درمیان فائر بندی پر اتفاق کے باوجود شمال مغربی حصے میں حکومتی فورسز اور باغی جنگجوؤں کے درمیان گھمسان کی جنگ جاری ہے۔ باغیوں کے حملوں اور حکومتی فورسز کی بمباری کے نتیجے میں سو سے زائد افراد ہلاک ہو گئے ہیں، جن میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں۔ الشغور نامی علاقے میں درجنوں شہری مارے گئے جن میں بچے بھی شامل ہیں۔ شامی فورسز کی تازہ کارروائیوں میں حکومتی فورسز نے طبی مراکز پر بھی بمباری کی جس کے نتیجے میں پیرا میڈیکل اسٹاف اور مریض ہلاک ہو گئے۔ واضح رہے کہ شام میں ۲۰۱۱ء سے جاری خانہ جنگی میں اب تک ۳/لاکھ ۷۰/ہزار افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں جب کہ لاکھوں افراد کو اپنے گھربار اور کاروبار کو چھوڑ کر پناہ گزین کیمپوں میں زندگی بسر کرنا پڑ رہی ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

سعودی حکومت کا حج اور عمرہ زائرین کے لیے مکہ میں ایئرپورٹ کی تعمیر کا فیصلہ

سعودی عرب میں حج اور عمرہ زائرین کی سہولت کے لیے ایئرپورٹ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا ہے جسے جدہ ہوائی اڈے سے منسلک کیا جائے گا۔ بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق امیر مکہ خالد الفیصل نے نئے ایئرپورٹ کے قیام کے لیے معاہدے پر دستخط کر دیئے ہیں، ایئرپورٹ کا قیام الفیصلیہ پروجیکٹ کے تحت سول ایوی ایشن کی مشاورت سے عمل میں لایا جائے گا۔ ایئرپورٹ کے قیام میں حائل سیکیورٹی خدشات کو دور کر لیا گیا ہے۔ قبل ازیں زائرین کو جدہ ایئرپورٹ سے بس یا پرائیوٹ ٹیکسی کے ذریعے مکہ جانا پڑتا تھا جس سے وقت کا ضیاع بھی ہوتا تھا اور اخراجات میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا جب کہ زائرین کو پریشانیوں کا بھی سامنا رہتا تھا۔ سعودی میڈیا کے مطابق مکہ ایئرپورٹ الفیصلیہ سٹی پروجیکٹ کے تحت تعمیر کیا جائے گا، یہ شہر مکہ کے مغربی علاقے میں ۲/ہزار ۴۵۰/اسکوائر کلومیٹر کے احاطے میں بنایا جائے گا جو حرم کی سرحد سے الشعیبہ کے ساحل تک محیط ہوگا۔ اس موقع پر امیرِ مکہ خالد الفیصل نے پروجیکٹ کی منظوری پر خادمین حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ایئرپورٹ کی سہولت سے زائرین فائدہ اُٹھا سکیں گے جو کہ شاہ سلمان کی پہلی ترجیح ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

بزنس روزگار وکیریئر

طالبات کے لیے اسکالرشپ کا اعلان

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے ۲۰۱۹-۲۰ کے تعلیمی سال کے لیے اقلیتی طبقے (مسلم، سکھ، عیسائی، بودھ، پارسی اور جین) کی ہونہار طالبات کے لیے ’’بیگم حضرت محل قومی اسکالرشپ‘‘ فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ نویں اور دسویں جماعت کے لیے اسکالرشپ پانچ ہزار روپئے کی در سے سبھی کو اور گیارہویں اور بارہویں جماعت کے لیے چھ ہزار روپئے کی در سے اسکالرشپ سبھی کو دی جائے گی۔ نویں سے بارہویں جماعت میں پڑھنے والی ان اقلیتی طبقے کی طالبات کو اسکالرشپ کی رقم دی جائے گی جن طالبات نے سابقہ جماعت میں کم از کم پچاس فیصد نمبر یا اس کے برابر گریڈ حاصل کیا ہو۔ اور ان کے والدین کی سالانہ آمدنی دو لاکھ روپئے سے زیادہ نہ ہو۔ ’’بیگم حضرت محل قومی اسکالرشپ‘‘ منصوبہ کے تحت رواں مالی سال ۲۰۱۹-۲۰ کے لیے اسکالرشپ کی آن لائن درخواست (اپ لوڈ ضروری دستاویزوں کے ساتھ) پیش کرنے کی آخری تاریخ ۳۰/ستمبر ۲۰۱۹ء ہے۔ طالبات آن لائن درخواست پر کرنے سے پہلے مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی آفیشل ویب سائٹ www.maef.nic.in پر دستیاب اسکیم کے رہنما اصولوں کا بغور مطالعہ کر لیں۔ درخواست دہندہ کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اسکول تصدیق نامہ فارم کا پرنٹ آؤٹ لے کر فارم پر اسکول سے تصدیق کرا لیں، اور اسکیم کے رہنما اصولوں کے مطابق دیگر ضروری دستاویزوں کے ساتھ ادارہ کے سربراہ کے ذریعہ تصدیق شدہ فارم کی اسکین کاپی اپلوڈ کریں۔ فارم کی ہارڈ کاپی بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے، اسکالرشپ کی رقم منظور ہونے کے بعد طالبات کے بینک اکاؤنٹ میں براہ راست ٹرانسفر کی جائے گی۔

اس سال ۷۵/ہزار طلبہ کو ملے گا ایجوکیشن لون

اس سال صوبہ بہار کے ۷۵/ہزار طلبہ وطالبات کو ایجوکیشن لون ملے گا۔ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ نے سبھی ضلعوں کے لیے ٹارگیٹ متعین کر دیا ہے۔ ٹارگیٹ کے مطابق طلبہ و طالبات کو لون فراہم کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اس سال اسٹوڈنٹ کریڈٹ کارڈ میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے اور اب طلبہ وطالبات کو فیس کے علاوہ کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ خریدنے کے لیے بھی ۳۵/ہزار روپئے تک کا لون فراہم کیا جائے گا۔ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ نے سبھی ضلعوں کے افسران سے کہا ہے کہ جولائی میں کالجوں اور مختلف تعلیمی اداروں میں نیا تعلیمی سیشن شروع ہو رہا ہے، اس لیے اس دوران زیادہ سے زیادہ طلبہ وطالبات کو لون فراہم کرنے پر توجہ دینی ہے۔ سب سے زیادہ ٹارگیٹ پٹنہ ضلع کا ہے، پٹنہ کے ۴۹۲۱/طلبہ وطالبات کو لون فراہم کرنے کا ٹارگیٹ ہے، جبکہ سب سے کم شیوہر کے ۳۷۰/طلبہ وطالبات کو لون دیا جائے گا۔ اس اسکیم کا فائدہ اٹھانے کے لیے ذات یا آمدنی کی کوئی قید نہیں ہے۔ تعلیمی اداروں کی فیس کے علاوہ ہاسٹل کے اخراجات اور کتابوں کی خریداری کے لیے لون دیا جائے گا، ایک طالب علم کو زیادہ سے زیادہ چار لاکھ روپئے تک کا لون مل سکتا ہے۔ طلبہ وطالبات کو چار فیصد اور سبھی طبقات کے معذور طلبہ وطالبات کو صرف ایک فیصد بیاج دینا ہوگا۔ اگر متعینہ مدت سے پہلے قرض واپس کر دیا تو بیاج میں چھوٹ بھی دی جائے گی۔ ایجوکیشن لون کے لیے کم از کم کوالیفکیشن بارہویں جماعت میں پاس ہونا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ امیدوار نے بہار یا کسی دیگر صوبے یا مرکزی حکومت سے منظور شدہ کالج یا تعلیمی ادارہ میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لے لیا ہو یا داخلہ کے لیے منتخب ہو گئے ہوں۔ یہ لون اعلیٰ تعلیم کے عمومی کورسز کے لیے اور تکنیکی کورسز کے لیے ملے گا۔

ایک لاکھ اساتذہ کی بحالی کے لیے درخواستیں ۲۶/اگست سے

چار سال کے بعد حکومت بہار کے ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ نے صوبے کے سرکاری پرائمری اسکولوں میں اساتذہ کی بحالی کا فیصلہ کیا ہے۔ جمعہ کو پرائمری و مڈل اسکولوں کے اساتذہ کی بحالی کے لیے پروگرام جاری کر دیا گیا ہے، ۲۵/جولائی سے اس کی شروعات ہو جائے گی۔ مختلف مراحل سے گذرتے ہوئے بحالی کی اصل کارروائی اگست کے آخری ہفتے سے شروع ہوگی اور سال کے آخر تک اساتذہ اسکولوں میں تدریسی عمل شروع کر دیں گے۔ تقریباً ایک لاکھ خالی جگہوں پر بحالی ہوگی، اس کے لیے ضابطہ کے مطابق عہدوں کا شمار کیا جائے گا۔ واضح ہو کہ حال ہی میں بہار سرکار نے ۲۰۱۲ء کے مئی میں بی ٹی ای ٹی (BTET) پاس کرنے والے امیدواروں کے سرٹیفکٹ کی مدت دو سال تک بڑھاتے ہوئے اس کو ۲۰۲۱ء تک ویلڈ قرار دیا تھا۔ اب بحالی کا شیڈول جاری ہونے سے بی ٹی ای ٹی پاس سبھی امیدواروں کے ٹیچر بننے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔

ضلع گریڈیہہ میں نقیب امارت شرعیہ و نائب نقیب کا انتخاب

مولانا ادریس قاسمی مبلغ امارت شرعیہ ان دنوں گریڈیہہ شہر کے تنظیمی دورے پر ہیں، اس سلسلہ میں مورخہ ۱۲/جولائی کو جمعہ کی نماز کے بعد ایک اہم نشست مسجد رشید بھنڈاری ڈیہہ میں ہوئی جس میں تنظیم امارت شرعیہ اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی، قاضی شریعت گریڈیہہ مولانا شمس الحق قاسمی اور مولانا محمد ابوالکلام شمسی بھی اس نشست میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر اتفاق رائے سے جناب حافظ جابر صاحب کو نقیب منتخب کیا گیا اور جناب ماسٹر ساجد صاحب، حافظ عبدالصمد صاحب، جناب محمد اظہر صاحب اور جناب محمد خورشید صاحب کو مسجد رشید حلقہ کا نائب نقیب بنایا گیا، اس کے علاوہ جناب ابوالوفا صاحب، ڈاکٹر ایوب کاشف صاحب اور غلام شبلی صاحب کا نام مشیران نقیب کے طور پر طے کیا گیا۔ اس نشست سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شمس الحق صاحب نے امارت شرعیہ کی اہمیت اور تنظیم کے فوائد بتلائے، جبکہ مولانا محمد ابوالکلام شمسی صاحب نے اتحاد کی اہمیت اور تفریق کے نقصانات کا تفصیل سے ذکر کیا اور ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں اجتماعی وانفرادی زندگی گذارنے کی تلقین کی۔ مولانا ادریس قاسمی صاحب نے نقیب اور نائب نقیب کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

طب و سائنس

جگر کی بیماریاں

جگر ہمارے جسم کا دوسرا بڑا اور ٹھوس عضو ہے جس کا وزن 1 سے ڈیڑھ کیلو گرام تک ہوتا ہے۔ جگر ہمارے جسم میں دائیں جانب پیٹ کے اوپر اور پسلیوں کے پیچھے ہوتا ہے۔ جگر وہ تمام غذا جو ہم کھاتے ہیں اسے توانائی میں تبدیل کر دیتا ہے جبکہ یہ توانائی ہمارے جسم کے لیے بہت ضروری ہوتی ہے۔

جگر پر تمام قوتوں کا دارومدار ہے جگر میں خرابی ہونے پر خون کے عمدہ نہ بننے اور پوری طرح اعضا کو نہ پہنچنے کی وجہ سے بدن کی حالت نہایت خراب ہو جاتی ہے جگر ایک نازک عضو ہے جو نہ زیادہ سردی برداشت کرتا ہے اور نہ زیادہ گرمی۔ کثرت سے مرغن غذائیں کھانے، شراب خوری زیادہ گوشت کا استعمال اور ورزش نہ کرنے کی وجہ سے جگر کی حرارت بڑھ جاتی ہے ان مختلف وجوہات کی بنا پر ورم جگر درد جگر، جگر کا بڑھ جانا یا سکڑ جانا جیسی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ جگر خون کو صاف کرنے کے ساتھ ساتھ جسم میں تقریباً ۵۰۰ دوسرے اہم کام بھی انجام دیتا ہے۔ اِس وجہ سے جگر کی سوجن سے انسان کی صحت بُری طرح متاثر ہوتی ہے۔ جگر کی سوجن کو ہیپاٹائٹس کہتے ہیں۔

امراض جگر کے علامات

تھکاوٹ: ہر ایک کو کسی نہ کسی وقت تھکاوٹ کا سامنا ہوتا ہی ہے مگر جگر کے امراض کے باعث جس تکان کا تجربہ ہوتا ہے وہ بالکل مختلف ہوتی ہے۔ جگر میں خرابی کی صورت میں یہ عضو توانائی پر کنٹرول کرکے بدن کو پورا کرنا انتہائی مشکل بنا دیتا ہے۔ کافی اور دیگر کیفین والے مشروبات جگر کی حالت کو زیادہ بدترین بنا دیتے ہیں، لہٰذا توانائی کو واپس حاصل کرنے کے لیے پانی، پھل اور صحت مند پروٹین تک محدود رہیں۔

پلیٹ لیٹس کی کمی: پلیٹ لیٹس خون کے اندر وہ ننھے ذرات ہوتے ہیں جو جریان خون سے موت کے خطرے کو ٹالنے کے لیے ضروری ہیں۔ جگر کے بیشتر مریضوں میں پلیٹ لیٹس کی کمی ہو جاتی ہے اور یہ جگر کے امراض کی شناخت کا بھی بڑا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔

متلی: قے کا احساس ہونا کسی کے لیے بھی خوشگوار ثابت نہیں ہوتا اور جگر کے امراض کے شکار افراد کو اس کا تجربہ اکثر ہوتا ہے۔

ورم: جب آپ کے جسم کے مختلف حصے سوجنا خاص طور پر ٹانگوں کا سوجنا جگر کے امراض میں عام ہوتا ہے۔ اگر آپ کے پیر اکثر سوج جاتے ہیں تو روزانہ 20 منٹ تک چہل قدمی کو عادت بنانے سے خون کی روانی کو ٹانگوں میں بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

یرقان: یرقان کے مرض سے تو سب ہی واقف ہیں اور بالغ افراد کو اس کا تجربہ عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب ان کے جگر کے اندر کچھ گڑبڑ چل رہی ہو۔ اس مرض میں جلد کی رنگت بدلنے لگتی ہے اور وہ چند گھنٹوں یا دنوں میں زرد یا اورنج شیڈ کی ہو جاتی ہے۔

جلد خراشیں پڑجانا: جگر کے مختلف امراض کے شکار افراد میں خون کی بیماریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں، جیسے خون زیادہ بہنے لگتا ہے یا بغیر کسی وجہ کہ جلد پر خراشیں پڑ جانا وغیرہ۔ اگر آپ ایسا ہوتے دیکھیں اور جلد پر خراش کی کوئی وجہ نہ مل سکے تو ڈاکٹر سے ایک بار ضرور مشورہ لیں۔

معدے میں درد: جب شکم میں موجود کسی عضو کو مسائل کا سامنا ہو تو پورے معدے میں درد کا سامنا تو ہوتا ہی ہے۔ جگر کا درد بہت تیز ہوتا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے خنجر سے مارا جا رہا ہو۔ تو ایسا درد ہونے پر ڈاکٹر سے رجوع ضرور کرنا چاہئے۔

ہیضہ: عام طور پر جب نظام ہاضمہ میں کسی قسم کی خرابی ہو تو ہیضہ سب سے پہلی نشانی ہوتا ہے جو آپ کو چوکنا کرنے کی کوشش کر رہی ہوتی ہے۔

کھانے کی خواہش ختم ہونا: اگر آپ کا معدہ تکلیف کا شکار ہو تو کھانا ذہن میں آنے والی آخری چیز ہو سکتا ہے۔ یہ حیران کن امر نہیں کہ جگر کے امراض میں مبتلا بیشتر افراد کو جسمانی وزن میں کمی اور کھانے کی خواہش ختم ہونے کا سامنا علاج سے قبل، اس کے دوران اور بعد میں کرنا پڑتا ہے۔

جگر کے لیے مفید غذائیں

چقندر: سرخ اور جامنی رنگ کی یہ سبزی خون کو صاف اور خالص بناتی ہے۔ اس میں موجود فولیٹ، فائبر، آئرن، بیٹیائن، بیٹاسینن اور بیٹانین جگر کے لیے بے حد مفید ہیں۔

پھول گوبھی: پھول گوبھی میں فائبر کثیر تعداد میں موجود ہوتا ہے جس سے جسم فاضل مادوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ اس میں پائے جانے والے گلوکوسائنولیٹس جگر کا فضلہ خارج کرنے کے لیے ضروری انزائمز پیدا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

شکر قندی: شکر قندی میں بیٹا کیروٹین پایا جاتا ہے جس سے جسم کو اینٹی ان فلیمیٹری غذائیت ملتی ہے یعنی وہ توانائی جو جسم کو موٹا نہیں کرتی۔ جسم میں جا کر بیٹا کیروٹین وٹامن اے بن جاتا ہے جو کہ جگر کے لیے بے حد مفید ہے۔

لیمو: لیمو جگر کے لیے بہترین غذا ہے۔ یہ قدرتی طور پر جگر کی کلینزنگ کرتا ہے۔ اس سے جسم کو وٹامن سی حاصل ہوتا ہے جو جگر کو ضروری انزائمز پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے جس سے جسم کو توانائی حاصل ہوتی ہے۔ یہ نظام ہضم کے لیے مفید ہے۔

دالیں: دالیں بھی جگر کے لیے فائدے مند ہیں۔ اس میں پودے سے حاصل ہونے والا پروٹین موجود ہوتا ہے۔ جگر کے مرض میں ضرورت سے زیادہ پروٹین بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ دال جسم کو اتنا ہی پروٹین پہنچاتی ہے جتنی کہ جسم کی ضرورت ہوتی ہے۔

پیاز پیاز میں ایلیسن نامی جز موجود ہوتا ہے جو کہ جگر اور غذا کی نالی کو صاف رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ پیاز پوٹاشیئم، فائٹو نیوٹریئنٹس اور فلیونوائڈز سے بھی بھرپور ہوتی ہے جو کہ جسم کو نزلہ زکام سے لے کر دیگر بیماریوں سے لڑنے میں مدد کرتے ہیں۔ کچی پیاز کھانا معدے میں تیزابیت بنا سکتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ اسے کھانا پکانے میں یا ہلکا سا پکا کر استعمال کیا جائے۔

سیب: سیب کے استعمال سے جسم میں کولیسٹرول لیول درست رہتا ہے، جس سے جگر کو بڑی مدد ملتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ میلک ایسڈ سے بھی بھرپور ہوتا ہے جو خون اور جگر کو صاف کرتے ہیں۔ سیب میں اینٹی آکسیڈنٹ خصوصیات ہوتی ہیں جو جگر کی صحت کے لیے ضروری ہیں۔

ہفتۂ رفتہ — **راشد العزیری ندوی**

نومبر تک بہار میں اساتذہ کی بحالی متوقع

بہار میں اساتذہ کی بحالی کا انتظار کر رہے اساتذہ امیدواروں کے لئے اچھی خبر ہے کہ نومبر مہینہ تک بحالی کی کارروائی مکمل کر لی جائے گی، اس بات کی جانکاری وزیر تعلیم کے این ورما نے اسمبلی میں دی ہے۔ محکمہ سے ملی اطلاع کے مطابق بہار میں تقریباً ایک لاکھ گیارہ ہزار اساتذہ بحال کئے جائیں گے۔ جن میں ٹی ای ٹی اور ایس ٹی ای ٹی پاس امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ محکمہ تعلیم کے اس فیصلے سے سال ۲۰۱۱ء اور ۱۲ میں پاس ٹی ای ٹی امیدواروں کو بھی فائدہ ہوگا۔ محکمہ نے ان کی سرٹیفکیٹ کی ویلیڈیٹی مدت میں دو سال تک کی توسیع کر دی ہے، بحالی میں ۲۰۱۲ء اور ۲۰۱۷ء میں ٹی ای ٹی پاس ایک لاکھ گیارہ ہزار امیدواروں کو موقع ملے گا۔ محکمہ تعلیم نے سال ۲۰۱۲ء میں ٹی ای ٹی پاس 65984 امیدواروں کی ویلیڈیٹی ۱۴/مئی ۲۰۲۱ء تک توسیع کر دی ہے، بحالی کے لئے اساتذہ کے عہدوں کا شمار پرائمری کلاسیز کے پہلے سے ۵/ویں اور ہائی پرائمری کلاسیز میں چھٹے سے آٹھویں تک کے لئے ہوگا، پرائمری اسکولوں کے لئے پنچایت ٹیچر، بلاک ٹیچر، نگر پنچایت نگر پریشد اور نگر نگم اساتذہ کی بحالی ہوگی، پنچایت اور بلاک سمیت مختلف پرائمری بحالیوں کے توسط سے بحالی کی کارروائی ۲۵/جولائی سے شروع کر دی جائے گی، محکمہ تعلیم کی تیاریوں کے مطابق ۲۶/اگست سے ۲۵/ستمبر تک امیدوار تقرری اکائیوں میں درخواست دے سکیں گے۔ میرٹ لسٹ ۲۶/ستمبر سے تیار کرنی شروع کر دی جائے گی ۲۱/اکتوبر کو میرٹ لسٹ کی اشاعت کی جائے گی، اس کے بعد اس پر اعتراضات طلب کئے جائیں گے اور ان کا نپٹارہ ۱۱/نومبر کو ہوگا، حتمی طور سے تین دنوں بعد میرٹ لسٹ شائع کر دی جائے گی۔ ۳۰/نومبر سے ۷/دسمبر کے درمیان سرٹیفکیٹوں کو ملایا جائے گا اور سلیکشن لسٹ تیار کی جائے گی۔ تقرری اکائیاں ۹/سے ۱۲/دسمبر کے درمیان تقرری نامہ تقسیم کریں گی، ضابطہ کے مطابق ۵۰/فیصد سیٹوں پر خواتین کی بحالی ہوگی۔ (روزنامہ پندار ۱۰/جولائی ۲۰۱۹ء)

مودی حکومت نے ۳/اخباروں کو سرکاری اشتہار دینا بند کیا

مرکزی حکومت نے ملک کے تین بڑے اخباروں کو سرکاری اشتہار دینا بند کر دیا ہے، حزب مخالف کے ایک رہنما کا کہنا ہے کہ ایسا حکومت کے خلاف کی گئی رپورٹنگ کے رد عمل میں کیا گیا ہے۔ خبر رساں ایجنسی رائٹرس کے مطابق ناقدین لگاتار کہتے آ رہے ہیں کہ سال 2014 میں اقتدار میں آنے کے بعد سے وزیر اعظم نریندر مودی کی حکومت میں میڈیا کی آزادی خطرے میں ہے، وہیں کئی صحافیوں کی یہ شکایت رہی ہے کہ تنقیدی رپورٹ لکھنے کی وجہ سے ان کو ڈرایا، دھمکایا جاتا ہے، حزب مخالف پارٹی کانگریس کے رہنما ادھیر رنجن چودھری نے پارلیامنٹ میں بتایا کہ حکومت تین بڑے اخباروں کے گروپ کو جھکانا چاہتی ہے، انہوں نے کہا، سرکاری اشتہار روکنے کا غیر جمہوری رجحان اس حکومت کا میڈیا کو اس کی لائن بدلنے کے لئے ایک پیغام ہے، مجموعی طور پر 206 کروڑ ماہانہ ریڈرس والے تینوں بڑے اخبار گروپوں کا کہنا ہے کہ مودی کے پچھلے مہینے لگاتار دوسری بار بھاری اکثریت سے منتخب ہو کر اقتدار میں آنے سے پہلے ہی ان کے کروڑوں روپے کے اشتہارات کو بند کر دیا گیا۔ ملک کے سب سے بڑے انگریزی اخبار ٹائمس آف انڈیا کی مالکانہ کمپنی بینیٹ، کول مین اینڈ کمپنی کے ایک افسر نے نام نہ چھاپنے کی شرط پر کہا کہ سرکاری اشتہار بند کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا، اشتہار بند ہونے کی وجہ کچھ ایسی رپورٹس ہو سکتی ہیں جو ان کو پسند نہ آئی ہو۔ افسر نے کہا، ٹائمس گروپ کے 15 فیصد اشتہار حکومت سے آتے ہیں، ان اشتہارات میں زیادہ تر کانٹریکٹ کے لئے سرکاری ٹینڈرس اور سرکاری اسکیموں کی تشہیر کے ہوتے ہیں، مودی حکومت کو نیشنل سیکورٹی سے لیکر بیروزگاری تک تمام مدعوں پر گھیرنے والے اے بی پی گروپ کا دی ٹیلی گراف اخبار کے سرکاری اشتہارات میں بھی اسی طرح تقریباً پچھلے چھ مہینوں میں 15 فیصد کی گراوٹ آئی ہے۔ (ہمارا سماج ۳۰/جون ۲۰۱۹ء)

مودی حکومت کی ناکامی ظاہر

نوٹوں کی منسوخی کے بعد ڈیجیٹلائزیشن کی حکومت کی تمام کوششوں کے باوجود ملک میں چلن میں موجود نوٹوں کی رقم ۱۹/فیصد بڑھ کر 21137.64 ارب روپے پر پہنچ گئی ہے، وزیر خزانہ نرلا سیتارمن نے لوک سبھا میں ایک سوال کے تحریری جواب میں بتایا کہ نوٹوں کی منسوخی سے پہلے 4 نومبر 2016 کو 17741 ارب روپے کے نوٹ چلن میں تھے۔ اس برس 29 مارچ تک یہ رقم بڑھ کر 21137.6 ارب روپے پر پہنچ گئی ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے 8 نومبر 2016 کو نوٹوں کی منسوخی کا اعلان کیا تھا۔ اس کے تحت 500 روپے اور ایک ہزار روپے کے اس وقت چلن میں موجود نوٹوں کو ممنوع کر دیا گیا تھا۔ بعد میں حکومت نے کہا تھا کہ نوٹوں کی منسوخی کا ایک مقصد ڈیجیٹل لین دین کو فروغ دینا اور معیشت میں نقدی کے استعمال کو کم کرنا تھا۔ مگر حکومت اب اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔

اجودھیا تنازعہ: جلد سماعت کا امکان

سپریم کورٹ نے اجودھیا میں رام جنم بھومی بابری مسجد معاملہ میں جلد سماعت کے اشارے دیے ہیں، چیف جسٹس رنجن گوگوئی کی صدارت والی بینچ نے کہا کہ وہ اس پر غور کرے گی، اجودھیا تنازعہ میں فریق گوپال سنگھ وشارد نے عدالت عظمیٰ میں عرضی داخل کرکے جلد سماعت کی درخواست کی ہے، سپریم کورٹ نے اجودھیا تنازعہ کا حل مصالحت کے ذریعہ نکالنے کے لیے تشکیل دی گئی کمیٹی کو ۱۵/اگست تک کی مہلت دی ہے، لیکن عرضی گزار کا کہنا ہے کہ مصالحت میں کوئی خاص پیش رفت نہیں ہو رہی ہے۔ (روزنامہ پندار ۱۰/جولائی ۲۰۱۹ء)

بقیات

بقیہ صفحہ اول .... ریاستی حکومت کی آٹھویں جماعت میں جو تاریخ کی کتاب پڑھائی جارہی ہے اس میں کچھ ایسا ہی لکھا ہوا ہے، اس کتاب کے مصنف نرمل بنرجی کا کہنا ہے کہ برطانوی حکومت نے کھودی رام بوس کو دہشت گرد قرار دیا تھا ہم تاریخ کو بدل نہیں سکتے، اس لیے ہم نے انہیں دہشت گرد لکھا ہے، یہ اساتذہ کا کام ہے کہ وہ دہشت گرد، مجاہدین آزادی اور انقلابیوں کے فرق کو طلبہ کے سامنے واضح کریں، انہوں نے کہا کہ مصنف کا کام نہیں ہے، ریاستی حکومت نے اس کے جائزہ کے لیے ایک کمیٹی بنائی ہے، لیکن ہمارے یہاں کمیٹیاں جس سست رفتاری سے کام کرتی ہیں، اس اعتبار سے مغربی بنگال محکمۂ تعلیم کا یہ کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمی سال ۲۰۲۰ء سے قبل اس کو درست کر پانا ممکن نہیں ہے۔

بقیہ کیا ہم سب کے جیب میں ایک جاسوس ہے ؟ .... عبدالعزیز کے وکیل ان کے دوست کا فون ہیک کرنے کے الزام میں اس کمپنی پر مقدمہ دائر کر رہے ہیں۔ یہ مقدمہ اس لیے اہم ہے کہ اس کا فیصلہ یہ طے کرے گا جاسوس سافٹ ویئر بنانے والی کمپنیوں کا اسے بیچنے کے بعد کیا کردار ہوتا ہے۔ اس دوران وکیل کو واٹس ایپ پر پراسرار کالیں آنا شروع ہوگئی ہیں۔

(پال کینین اور جو کینٹ بحوالہ بی بی سی لندن)

بقیہ الیکشن ۲۰۱۹ء کے بعد .... بہرحال بی جے پی کی کامیابی ان کی تنظیمی صلاحیتوں کو ظاہر کرتی ہے۔ ان صلاحیتوں کی کمی اپوزیشن جماعتوں میں صاف محسوس کی گئی۔ الیکشن ۲۰۱۹ء کے نتائج آنے والے دور سے خبردار کرتے ہیں۔ رونے دھونے، شکوے شکایتوں سے نہ مسائل حل ہوتے ہیں نہ حل ہوں گے۔ عملی طور پر ہم اپنے آپ کو حالات سے ہم آہنگ کیسے کرسکتے ہیں، اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ جذباتی تقاریر سے کچھ دیر کے لئے رگوں میں خون جوش مارنے ضرور لگتا ہے، مگر نہ تو اس سے قوم کا کوئی بھلا ہوتا ہے نہ ہی کسی فرد کا۔ نریندر مودی نے شاندار کامیابی کے بعد جو ٹوئٹ کیا اس میں ایک بار پھر سب کا ساتھ سب کا وکاس اور سب مل کر دیش کو مضبوط بنانے کی بات کہی ہے۔ دیکھنا ہے کہ ''سب'' میں اور ''وکاس'' میں مسلمان بھی شامل رہتے ہیں یا نہیں؟

بقیہ ہجومی تشدد کا دفاع کیسے کریں .... اگر آپ نے اس حوالے سے کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا تو ہم بھی اقدام پر اتر آئیں گے اور اس کے ذمہ دار و قصوروار آپ ہوں گے۔

3) یہ دو کام تو وہ ہیں جو سر دست انجام دینے ہیں اور بڑے پیمانہ پر اس حوالے سے شعور بیدار کرنا ہے؛ مگر ایک تیسرا کام جو صبر آزما اور محنت طلب ہونے کے ساتھ ساتھ پراثر اور دیرپا بھی ہے وہ یہ کہ ہم اسلام کا سچا پیغام برادران وطن تک پہنچائیں اور سنجیدگی کے ساتھ اس میدان میں پیش رفت کریں اور یاد رکھیں کہ ملک میں دلتوں کی آبادی 17-16 فیصد ہے اور مسلمان 15-14 فیصد۔ یہ دونوں مل جائیں تو دیش میں سیاست کی ایک نئی تاریخ لکھ سکتے ہیں اور اپنی لڑائی خود لڑ سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی کا یہ پیغام بھی ملاحظہ فرمالیں: ''مسلمانانِ ہند کی ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ اپنے ماحول کو (جس کی بڑی تعداد نہ صرف ان سے مذہبی اختلاف رکھتی ہے بلکہ بہت سے تاریخی اور سیاسی اسباب کی بنا پر بدگمانی اور خوف میں مبتلا ہے) اپنے سے نامانوس اور اپنے دین کے اصولوں اور بنیادوں، اپنے دینی پیشوا کی سیرت اور اپنی تاریخ کی عظیم شخصیتوں سے روشناس کرنے اور اس ملک میں آنے کے بعد انھوں نے جو تعمیری وانتظامی کردار ادا کیا، اس ملک ومعاشرہ کو جو تحائف دیئے اور اب بھی ان کا وجود ملکی سطح پر جو کردار ادا کرسکتا ہے اس سے واقف کرانے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی کہ وہ اپنی دینی تعلیمات کی بنا پر اپنی ساری کمزوریوں کے باوجود اب بھی سیرت واخلاق کے کون سے امتیازی پہلو رکھتے ہیں، اور ان سے کام لے کر ملک کے تیزی کے ساتھ گرتے ہوئے سماج کو زوال سے بچایا جاسکتا ہے، ان کے اخلاق اور سیرت کی خوشبو عام معاشرہ میں نہیں پہنچی، غیر مسلم بھائیوں نے مسلمانوں کو سیاسی میدان میں دیکھا یا انتخابی معرکہ (الیکشن) کے موقع پر یا بازاروں، دفتروں میں، اور وہاں ان کو کوئی بڑا امتیاز نظر نہیں آیا، عام طور پر غیر مسلم اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں، وہ مسلمانوں سے متعلق اتنا جانتے ہیں کہ مسلمان ختنہ کراتا ہے، گائے کا گوشت کھانا ضروری سمجھتا ہے اور کچھ بات ہوجائے تو اسے بہت جلد غصہ آجاتا ہے، مسجد کے سامنے دوسروں کا باجہ نہیں سن سکتا، چاہے خود بجائے، ہم ابھی تک انھیں اذان کا مطلب تک نہیں سمجھا سکے جو پانچوں وقت (اکثر جگہ لاوڈ اسپیکر سے) ہوتی ہے۔ ہم نے اپنے ہم وطنوں کو اپنے سے مانوس اور اسلام سے متعارف نہیں کرایا، یہ طرز زندگی ہم عمومی طور پر سامنے نہیں لائے جس میں کشش ہو اور جو اس دین اور اس انقلاب کے سرچشمہ سے واقفیت کا تجسس (Curiosity) پیدا کرے، مطالعہ کا شوق، کم سے کم پوچھنے اور زیادہ سے زیادہ غور کرنے پر آمادہ کرے۔ اپنے سے مانوس اور قریب کرنے کا عمل، اصول اور کردار کی کسی قربانی، اپنے کسی شعار اور امتیاز سے دست برداری، سیاسی سودے بازی اور ضمیر فروشی کے بغیر بھی ہوسکتا ہے، اس کیلئے صرف عملی نمونے، اخلاقی پختگی وبلندی، تھوڑے سے ایثار وقربانی، گہری اور عاقلانہ حب الوطنی، دانشمندانہ اور خوددارانہ اختلاط، سماجی ورفاہی کاموں میں نہ صرف شرکت بلکہ قائدانہ کردار ادا کرنے کی سعی اور اس ملک کو اخلاقی زوال سے بچانے کی مخلصانہ کوشش کی ضرورت ہے۔ ملک کو ان حالات سے صرف وہی ملت بچاسکتی ہے جو دولت کو مقصود حیات، اس زندگی ہی کو حقیقی زندگی، ذاتی مفاد ہی کو مقصود اصلی نہیں سمجھتی اور جس کے پاس ہزار خرابیوں اور کمزوریوں کے باوجود آسمانی تعلیمات کا سرمایہ، نبوت کا فیض اور ایمان کی رمق موجود ہے۔'' ملک کی موجودہ ابتر صورت حال کے پیش نظر اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ یہاں جمہوری اقدار وروایات کا تحفظ کیا جائے، اسے ملیامیٹ ہونے سے بچایا جائے، سیکولرزم کی بقاء کا سامان کیا جائے، موثر حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے قومی یک جہتی اور باہمی رواداری کا وہی سبق دہرایا جائے جو تحریک آزادی کے وقت اور بعد بھی لمبے زمانے تک دہرایا جاتا رہا۔ اللہ تعالی ہمیں حالات کا بھرپور مقابلہ کرنے اور صبر کے ساتھ حکمت عملی تیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ ایف سی آئی روڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار کا ممتاز آئی ٹی آئی ہے، اس کے الکٹرونکس اور پلمبر ٹریڈ میں سیٹیں خالی ہیں، خواہشمند طلبہ درج ذیل نمبرات پر رابطہ کر کے داخلہ لے سکتے ہیں۔ 9431281921/9835012335

پرنسپل مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ

وراثت میں دولت سے زیادہ تربیت چھوڑیں

مریم سمیر

بغیر تعلیم اور محنت کے دولت وجائداد تو صرف اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ آپ کے باپ دادا کے پاس کروڑوں کی جائداد ہو جسے وہ ورثے کی صورت میں منتقل کر جائیں، دوسری صورت میں کوئی بڑا انعامی بانڈ جورا تو رات آپ کو کروڑ پتی بنادے؟ اور تیسری صوت عطیے میں ملی جائداد کوئی امیر رشتہ دار کسی غریب پر اچانک مہربان ہوجائے اور اپنی بہت سی دولت اسے دے جائے تاکہ وہ سکھ کے ساتھ زندگی گزار سکے۔ یہ وہ ذرائع ہیں جن کے لئے آج کل ہر آدمی متلاشی نظر آتا ہے، سب سے آسان ذریعہ بنا ہاتھ ہلائے باپ دادا کی اتنی جائداد اور دولت مل جائے کہ وہ عیش وعشرت کی زندگی گزار سکے، اسے رزق وروزی کے لئے دربدر نہ ہونا پڑے، سخت نوکریاں نہ کرنی پڑیں، بزنس کے جھمیلوں میں نہ الجھا رہے خیر یہ بیماری تو آج کل ہمارے نوجوانوں میں بدرجہ اتم موجود ہے، جو باپ کی جائداد پر عیش کر رہے ہیں، جو پیسہ کو پانی کی طرح بہاتے ہیں، کسی روپے کی قدر نہیں کرتے، یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے بڑوں نے یہ سکون اور آرام وآسائش کو کتنی محنت اور خون پسینہ ایک کرکے ان کے لئے حاصل کیا ہوگا۔ آپ نے بھی اپنے اردگرد بڑے بڑوں کو مفت کے اس ورثے میں ملنے والی دولت پر فخر محسوس کرتے دیکھا ہوگا، بعض اوقات تو یہ بھی ہوتا ہے کہ خود ماں باپ اپنی اولاد کو نکما اور آرام پسند دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، بڑے فخر سے اوروں کو بتاتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو کام کاج کی کیا ضرورت ہے، اس کے پاس باپ دادا کا چھوڑا ہوا بہت ہے، تمام عمر بھی بیٹھ کر کھاتا رہے تو ختم نہیں ہوگا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس ورثے اور عطیے میں ملی ہوئی دولت پر فخر کیا جائے تو کیوں کر؟ دوسروں کو مرعوب کیا جائے تو کیوں؟ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر دولت مل جانا خوش قسمتی ضرور ہے مگر یہ بات کسی طور پر قابل فخر نہیں ہے۔ کتنی عجیب سی بات ہے کہ وہ بڑے بزرگ جو انتھک محنت کرکے اپنی آنے والی اولاد کے لئے آرام وآسائش کی زندگی مہیا کرتے ہیں، اتنا فخر شاید انہیں بھی نہ ہو، اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی دھن دولت بنانے میں گذار دیتے ہیں، اپنی ذات کو کوئی سکھ چین نہیں دیتے خود محنت سے کما کر دولت وجائداد اپنی آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ کر سرخرو ہوجاتے ہیں، مگر یہ چیز بعض اوقات نوجوان نسل پر کتنا برا اثر ڈالتی ہے اس کا اندازہ نہیں کرپاتے اور ہمارے نوجوان اس مفت کی دولت پر عیش کرتے ہیں، یہ فخر کیا جائز ہے؟ دوسروں کی دولت پر آس لگا کر خود بے کار بیٹھنا نہ تو زندگی کا اصول ہے نہ اس طرح سے زندگی بسر ہوتی ہے، آپ اپنے زور بازو کو آزما کر دیکھیں، اپنے ہاتھ سے کمانا اور کھانا ایک نشہ ہے، شاید آپ کے بڑے اس نشے سے واقف ہوں، کیا آپ واقف ہونا نہیں چاہتے؟ وراثت کا اصل مطلب کیا ہے؟ کوئی شخص دنیا میں رہ کر اپنے کنبے کی کفالت کے لئے جتنا کماتا اور بناتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کی دولت اس کے گھر والوں میں شرعی وقانونی طور پر منتقل کردی جاتی ہے، اب اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اپنی باقی عمر محنت کئے بغیر اسی دولت کے سہارے گزاری جائے، کیا یہ بھی سوچا جائے کہ اگر ہم محنت ولگن سے کچھ کمائیں گے نہیں تو کل اپنی اولاد کو کیا دیں گے اور اگر ہر کوئی یہی سوچ کر وراثت میں ملی ہوئی دولت پر سہارا کر کے بیٹھ جائے تو دنیا کا نظام درہم برہم ہوجائے۔ مگر آج کے دور میں جہاں پیسہ ایک اہم ضرورت بن گیا ہے وہاں آدمی یہ نہیں سوچتا کہ وہ پیسہ اپنی محنت سے کمائے، بلکہ دولت کمانے کا شارٹ کٹ طریقہ ڈھونڈنے کے چکر میں وہ اپنی قابلیت کو بھی داؤ پر لگا دیتا ہے، وراثت! ہمارے مذہب اسلام میں مسلمان مرد وعورت کو حق کے طور پر دیا گیا ہے، مگر اس کا غلط استعمال واظہار اس کے حقیقی معنی کو ختم کردے گا، جب تک دنیا رہے گی حق ورثے کے معاملات گردش میں رہیں گے ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی لاکھوں کروڑوں کی دولت کمائے اور پھر ساتھ میں قبر میں لے جائے، دنیا کا مال دنیا میں ہی رہ جانا ہے، پیچھے رہ جانے والوں کے لئے یہ بات ایک سبق ہے، اس وراثت پر مکمل طور پر انحصار کرنا کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہے۔ ماں باپ کو بھی چاہئے کہ اپنی کمائی گئی دولت اولاد کے آرام وسکون کے لئے ضرور مہیا کریں، لیکن یہ بات کہہ کر شہ نہ دیں کہ بچہ اس دولت پر عمر بھر عیش کرسکتا ہے اسے کچھ کرنے کرانے کی ضرورت نہیں، یہی وہ مقام ہے جہاں اپنی اولاد کے لئے بہت کچھ کرنے کے بعد صرف ایک بات کا احساس دلانے سے ہم خود اپنی اولاد سے دشمنی کرجاتے ہیں اپنے بچوں کو اپنی دولت پر انحصار کرنے کی بجائے اسے بھی محنت لگن کرنے کا سبق دیں، بات صرف دولت کمانے کی نہیں ہوتی، زندگی کے دوسرے معاملات اور ایک باوقار زندگی گذارنے کے لئے اپنے بچوں کو اس کے اپنے زور بازو سے کچھ دکھانے کا موقع فراہم کرنا چاہئے اس میں آپ کی بھی بھلائی ہے، خود بچے کی بھی، اس معاشرہ اور اس ملک کی بھلائی بھی شامل ہے، زندگی کو بے ثمر کرنے سے بچایئے، اپنے بچوں میں محنت سے کچھ کر دکھانے کا جذبہ پیدا کیجئے، اپنی دولت وجائداد کو اس کے لئے آئیڈیل بنایئے، فخر مت بنایئے، آپ کا فخر آپ کی اولاد کی محنت اور کامیاب زندگی میں ہے، وہ فخر جو آپ خود اپنی زندگی کی کمائی پر کرسکتے ہیں، اپنی اولاد کو بھی اس کا موقع فراہم کریں، ایک قابل اور محنتی انسان بنا کر۔

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۱/۸۷/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ معروف گنج گیا) تمنا پروین بنت محمد علیم الدین مقام پچھی پور ڈاکخانہ پچھی پور ضلع گیا۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد پرویز ولد محمد تصور مقام سعد یپور، محمود آباد ڈاکخانہ چاکند ضلع گیا۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالعلوم معروف گنج گیا میں غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ نہ دیے جانے کی بنیاد پر نکاح فسخ کیے جانے کا مقدمہ کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، مورخہ ۲۲/ذی الحجہ ۴۰ھ مطابق ۲۴/اگست روز سنیچر کو مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہیں ہونے یا کوئی پیروی نہیں کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۳۶/۵۷/۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد سوپول) عائشہ خاتون بنت محمد ہارون مقام نبنیاں ڈاکخانہ بنتیاں تھانہ کشن پور ضلع سوپول۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد آزاد عالم ولد محمد محی الدین مقام مرلی وارڈ نمبر ۱۰ ڈاکخانہ مرلی تھانہ کشن پور ضلع سوپول۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گودام والی مسجد وارڈ نمبر ۱۰ سوپول میں عرصہ ۳/سال سے غائب ولاپتہ ہونے ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، مورخہ ۱۹/ذی الحجہ ۴۰ھ مطابق ۲۱/اگست ۱۹ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

دارالقضاء کا نظام ملک وملت کے لئے نعمت بھی اور رحمت بھی: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ملک کی ایک ایسی منفرد دینی وملی تنظیم ہے جس نے اپنے قیام کے پہلے دن سے دارالقضاء کے نظام کو نہ صرف نئی زندگی اور نئی توانائی عطا کی بلکہ اس کی افادیت کو عام کرنے، اس کی عملی تربیت دینے اور اس نظام کو وسعت واستحکام بخشنے میں سب سے موثر کردار ادا کیا، اسی کا اثر ہے کہ آج صرف بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نہیں بلکہ ملک کے دیگر صوبوں اور دنیا کے مختلف ملکوں میں بھی بڑی تیزی کے ساتھ یہ نظام پھیل رہا ہے، دارالقضاء کا نظام ملک وملت دونوں کے لئے اللہ کی رحمت اور ایک عظیم نعمت ہے، دارالقضاء کا کام عدل وانصاف کی راہ کو آسان بنانا ہے، انسانی معاشرہ میں جس قدر عدل وانصاف عام ہوگا اسی قدر ملک ومعاشرہ کو ترقی، امن وسکون، اور خوشگواری حاصل ہوگی، دارالقضاء کا نظام کسی دوسرے عدالتی نظام کے متوازی نہیں بلکہ اس کا معاون ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ اس نظام کو زیادہ سے زیادہ وسعت دیا جائے، چنانچہ اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے امارت شرعیہ کے زیر انتظام بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ میں نئے دارالقضاء قائم کئے جا رہے ہیں، ضلع جموئی کے مسلمانوں کا لانبے عرصہ سے تقاضہ تھا کہ یہاں دارالقضاء کا نظام قائم ہو، اس لئے یہاں دارالقضاء کے قیام کی منظوری دی گئی، قاضی طے کئے گئے، اور آج آپ سب خوش نصیب ہیں کہ یہاں شہر جموئی کے نیمارنگ میں دارالقضاء کا افتتاح عمل میں آ رہا ہے، آپ سب کی ذمہ داری ہے کہ اس نظام کی عظمت کو محسوس کریں، اپنے معاملات یہاں پیش کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلے حاصل کریں، اور عوام وخواص کو اس کی اہمیت سے واقف کرائیں، ان خیالات کا اظہار مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے ۱۱/جولائی کی شب کو نیمارنگ جموئی میں منعقد ایک بڑے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کیا، اس موقع پر حضرت مدظلہ نے اپنے دست مبارک سے جموئی کے لئے نامزد کئے گئے قاضی شریعت جناب مولانا مفتی نعمان قاسمی صاحب کو سند قضاء عطا کی، سند میں مذکور ذمہ داریاں بتائیں اور جن حلقوں کے لئے انہیں قاضی نامزد کیا گیا ہے ان کا اعلان فرمایا، آپ نے اپنے خطاب میں تنظیم ملت کی ضرورت اور تعلیم قرآن کی اشاعت کی اہمیت پر بھی مفکرانہ روشنی ڈالی، اور مدرسہ اسلامیہ نیمارنگ سے فارغ حفاظ کرام کے سروں پہ دستار بھی باندھی۔ راقم الحروف (مفتی محمد سہراب ندوی) نے موجودہ حالات میں اتحاد ملت کی اہمیت، جہالت کے خاتمہ اور حوصلہ مندانہ زندگی گذارنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح پر توجہ دینے کی گذارش کی اور کہا کہ دارالقضاء کا قیام بھی معاشرتی اصلاح کی ایک کامیاب جہت ہے، آپ اپنی ایمان کی طاقت سے دارالقضاء کے فیصلہ کو تسلیم کریں اور اپنے معاملات کا تصفیہ اس شرعی دارالقضاء میں کرائیں تو یقیناً معاشرہ بہت سارے مفاسد سے پاک وصاف رہے گا، آپ کو خوشی ہوگی کہ موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے جب سے امیر شریعت کے منصب پر فائز ہوئے ہیں، آپ نے امارت شرعیہ کے مختلف شعبوں کو وسعت وترقی دینے کے ساتھ خاص طور پر دارالقضاء کے نظام کو پھیلانے پر خصوصی توجہ دی ہے، جس کے نتیجہ میں گذشتہ تین سالوں میں بارہ نئے دارالقضاء قائم ہو چکے ہیں اور متعدد دارالقضاء کا قیام امسال عمل میں آنا ہے۔ امارت شرعیہ کے نائب قاضی شریعت مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے تفصیل کے ساتھ امارت شرعیہ کے نظام قضاء، اس کے طریقہ کار، اس کی افادیت اور ملک وملت کو اس کی ضرورت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ زندہ قوم اپنی صلاحیتوں کو کام میں لا کر اپنی ترقی کی راہیں اور بلندی کی منزلیں خود متعین کرتی ہیں، جموئی میں دارالقضاء کا قیام معاشرتی اصلاح کی طرف ایک بڑا اقدم ہے، امید ہے کہ ضلع کے مسلمان اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔ اجلاس کے انعقاد میں شہر جموئی کے علماء وائمہ، مدرسہ اسلامیہ نیمارنگ کے ذمہ داران خاص طور پر ماسٹر نثار احمد رحمانی، اور ان کے رفقاء نے کلیدی حصہ لیا، اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور صدر اجلاس حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس میں ہزاروں کی تعداد میں ضلع جموئی کے مسلمانوں نے شرکت کی۔

مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالمتین صاحب نعمانی کا انتقال

ان کی خدمات جلیلہ برسوں یاد آتی رہیں گی: حضرت امیر شریعت

جامع مسجد فاربس گنج ارریہ بہار کے امام وخطیب اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن جناب مولانا عبدالمتین صاحب نعمانی کا سنیچر ۶/جولائی ۲۰۱۹ء کو نصف شب کے قریب پٹنہ کے ایک ہسپتال میں علاج کے دوران انتقال ہوگیا، انا اللہ وانا الیہ راجعون، وہ مہینوں سے بیمار چل رہے تھے، رمضان کے بعد زیادہ طبیعت خراب ہوئی، جس کے بعد علاج کے لیے پٹنہ لے جایا گیا، مگر جاں بر نہ ہو سکے اور مالک حقیقی سے سنیچر کو دیر رات جا ملے۔ امارت شرعیہ کی جانب سے راقم الحروف (مفتی محمد سہراب ندوی) تجہیز وتکفین میں شریک ہوا، جنازہ کی نماز حضرت امیر شریعت مدظلہ کے نمائندہ مولانا جمیل احمد صاحب نے پڑھائی، تدفین ان کے آبائی گاؤں پھنساہا، ضلع سہرسہ کے قبرستان میں ہوئی۔ جنازہ کی نماز میں بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ ان کے انتقال پر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا ہے، انہوں نے کہا کہ مولانا نے دین کی مختلف جہتوں سے خدمت کی، وہ برسوں فاربس گنج ارریہ کی جامع مسجد کے خطیب رہے، انہوں نے اس دوران مسجد کی نئی تعمیر وتوسیع کا کام مکمل کیا اور اپنی خطابت سے رشد وہدایت کا دریا بہایا، وہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے فعال رکن تھے، انہوں نے بورڈ کے کاموں اور پیغاموں کو سلیقہ کے ساتھ عام کیا، بورڈ کے تحت چلنے والی اصلاح معاشرہ مہم میں ان کا سرگرم رول رہا ہے، وہ امارت شرعیہ کی مجلس عاملہ اور شوریٰ کے بھی رکن تھے، اور امارت کے مشن کو کامیاب بنانے میں ان کی سرگرمیوں کو بھلایا نہیں جا سکتا، وہ ذاکر وشاغل آدمی تھے، اور اس جہت سے بھی انکی خدمات ہیں، علاقے پر ان کے گہرے اثرات تھے اور پورا علاقہ ان سے وابستہ تھا، بہتوں کو انہوں نے اللہ کا نام لینا سکھایا، وہ حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کے خلیفہ ومجاز تھے، حضرت نے رجوع الی اللہ اور تعلق مع اللہ کی بنیاد پر انہیں اس منصب سے سرفراز فرمایا تھا، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ خانقاہ رحمانی، جامعہ رحمانی اور مجھ سے اور امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سے انکا گہرا رشتہ تھا، خانقاہ رحمانی کی ہر دینی اور اصلاحی تحریک میں سرفروشانہ وہ حصہ لیتے اور اسے کامیاب بنانے میں اپنا بھرپور تعاون پیش کرتے، انکی خدمات جلیلہ برسوں یاد آتی رہیں گی، اللہ تعالی ان کی بال بال مغفرت فرمائے، اگلے تمام مرحلوں کو آسان کرے، جنت الفردوس میں جگہ دے، اور ان کے گھر کے تمام لوگوں کو اور تمام تعلق رکھنے والوں کو صبر وثبات عطاء فرمائے۔ (آمین) جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر میں تعلیم روک کر جناب مولانا عبدالمتین صاحب نعمانی کے لیے اہتمام کے ساتھ ختم قرآن کیا گیا، جس میں جامعہ رحمانی کے اساتذہ، طلبہ، منتظمین، کارکنان اور خانقاہ رحمانی کے واردین وصادرین نے شرکت کی، جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر سے علماء کا ایک وفد بھی جنازہ میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہو چکا ہے، جس میں مولانا محمد عارف صاحب رحمانی نائب ناظم جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا جمیل احمد صاحب مظاہری استاذ حدیث جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا محمد سیف الرحمان ندوی صاحب استاذ جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا منظر صاحب قاسمی اور مولانا محمد اسلم صاحب رحمانی کارکن جامعہ رحمانی مونگیر شامل ہیں۔ امارت شرعیہ پھلواری شرف پٹنہ میں بھی ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کی صدارت میں ایک تعزیتی نشست ۳/ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ روز اتوار کو ساڑھے بارہ بجے دن میں میٹنگ روم امارت شرعیہ میں منعقد ہوئی۔ اس تعزیتی نشست سے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ حضرت مولانا عبدالمتین رحمانی صاحب بہار کے بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے، نہایت ہی خلیق، ملنسار، امت کا درد رکھنے والے، اجتماعیت کے دلدادہ، امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی سے غیر معمولی عقیدت رکھنے والے تھے۔ جب جوگبنی میں دارالقضاء کی تعمیر کا مسئلہ آیا تو مولانا نے اس میں بہت ہی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تعمیرات کے سامان وہاں کے دکان داروں سے ادھار بھی دلوا دیے اور پھر رقم کی فراہمی میں بھی بہت تعاون کیا، آپ اپنے علاقہ میں عوام وخواص میں یہاں تک کہ غیر مسلموں میں بہت مقبول تھے، آپ پر علاقے کے لوگوں کو غیر معمولی اعتماد تھا۔ ان کے علم وعمل کی خوبی یہ تھی کہ کبھی انہوں نے اپنے آپ کو علماء کی جماعت سے الگ نہیں کیا، فاربس گنج کی ایک مسجد میں امام بنے تو چالیس سال وہیں لگا دیے اور پوری زندگی وہیں کے ہو کر رہ گئے، کوئی بڑا منصب نہ ہونے کے باوجود اللہ نے ان کو بڑی مقبولیت اور عزت دی تھی، یقیناً جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نام اور کام کو مقبول کر دیتے ہیں۔ آپ حقیقی معنوں میں علماء ربانیین میں شامل تھے علم وعمل کے پیکر تھے اور لوگوں کی اصلاح کے بھی خوگر تھے۔ آپ کا اپنا عمل بھی صالح تھا اور لوگوں کی اصلاح کے لیے بھی کوشاں رہتے تھے۔ آپ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے خلیفۂ مجاز تھے، اس حیثیت سے بھی آپ نے علاقے کے لوگوں کی اصلاح اور تزکیۂ نفس کے لیے بڑا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے اور ان کے صالح اعمال کی پیروی کرنے کی ہمیں بھی توفیق دے اور امت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے کہا کہ مولانا عبدالمتین صاحب بہار کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے، اور آپ نے مختلف جہات سے امت مسلمہ کی خدمت انجام دی، آپ عوام وخواص دونوں میں مقبول تھے۔ مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صدر مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ مولانا عبدالمتین نعمانی صاحب کافی فعال ومتحرک عالم دین تھے، فاربس گنج میں آپ نے چالیس سال تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیے، علاقے میں آپ کے کافی اثرات تھے، تمام لوگوں سے آپ کے اچھے تعلقات تھے، آپ مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن تھے، جامعہ رحمانی اور امارت شرعیہ سے بھی گہرا رشتہ تھا، آپ کا شمار باوقار علماء میں ہوتا تھا، آپ سہرسہ ضلع کے سمری بختیار پور حلقے کے پھنساہا گاؤں کے رہنے والے تھے، لیکن آپ نے عمر کا بڑا حصہ ارریہ کے فاربس گنج میں گذارا، عوام کے ساتھ ساتھ خواص اور علماء پر بھی آپ کی کافی گرفت اور اثرات تھے، آپ کی کمی بڑی مدت تک محسوس کی جاتی رہے گی۔ ہم سب ان کے لیے غمزہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق دے۔ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت نے کہا کہ مولانا عبدالمتین نعمانی صاحب امارت شرعیہ اور خانقاہ سے بہت ہی مخلصانہ تعلق رکھتے تھے، کوئی حکم ہوتا وہ بے چین ہو جاتے اور اس پر عمل درآمد کے لیے پوری کوشش کرتے، علاقے میں ان کی بات کو لوگ بڑی عقیدت سے سنتے اور مانتے تھے، ہم لوگوں سے بھی جب ملتے بڑے خلوص سے ملتے اور مشفقانہ برتاو کرتے، آپ کے انتقال سے ہم لوگ ایک نیک اور مخلص عالم دین سے محروم ہو گئے۔ مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ آپ وجیہ، خوبرو اور ذی وقار عالم دین تھے، آپ پورے علاقے میں بڑے مولانا کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔ آپ کے انتقال سے کوسی کمشنری ایک جید عالم دین سے محروم ہو گیا۔ کل ہی ان کے لڑکے کی شادی ہوئی تھی اور آج رات ایک بج کر چالیس منٹ پر ان کا انتقال ہو گیا، ان کا انتقال ان کے گھر والوں کے ساتھ ساتھ اہل علم کے لیے بھی باعث رنج وغم ہے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی مغفرت فرمائے، پسماندگان کو صبر وثبات اور امت کو ان کا نعم البدل دے۔ اس تعزیتی نشست کا آغاز مولانا محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت گوگری ضلع کھگڑیا کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور جناب مولانا عبد الجلیل قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ کی دعا پر نشست کا اختتام ہوا۔ اس تعزیتی نشست میں امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کے علاوہ تربیت قضاء کے طلبہ نے شرکت کی۔

ضلع کھگڑیا میں ۲۰/تا ۲۶/جولائی وفد امارت شرعیہ کا دورہ

امارت شرعیہ کا ایک مؤقر وفد جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب، نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ۲۰/تا ۲۶/جولائی ۲۰۱۹ء ضلع کھگڑیا کے مختلف مواضعات کا دعوتی دورہ کرے گا، اس دورہ میں جناب مولانا محمد ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ گوگری، کھگڑیا، مولانا منہاج عالم ندوی صاحب شعبہ دعوت امارت شرعیہ، مولانا اختر حسین شمسی امارت شرعیہ، الحاج حافظ محمد کمال الدین ناصر استاذ جامعہ اسلامیہ چوڑھلی کھگڑیا، جناب مولانا اکرم قاسمی صاحب مہتمم مدرسہ اصحاب صفہ دیگھون کھگڑیا، جناب مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب، مبلغ امارت شرعیہ اور جناب مولانا مزمل حسین قاسمی مبلغ امارت شرعیہ، شریک رہیں گے، ان کے علاوہ مقامی علماء کرام بھی اپنے اپنے حلقے میں شریک وفد ہوں گے۔ اس دوران جامعہ اسلامیہ چوڑھلی۔ منت نگر، گدائے محلّہ، ہلکا باسہ، نلکٹا باسہ، دیگھون، روہیامہ، نئی ڈومری، علی نگر برہرہ وکیتھی، چھوٹی بلہا جامع مسجد اور دارالعلوم قاسمیہ کھرنیا میں اجلاس عام ہوں گے۔

Volume:57/67,Issue:27 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

اتنا بھی ناامید دل کم نظر نہ ہو
ممکن نہیں کہ شام الم کی سحر نہ ہو
(نریش کمار شاد)

ہجومی تشدد کا دفاع کیسے کریں؟

عبدالرشید طلحہ نعمانی

انتخابات میں دوبارہ واضح اکثریت سے کامیابی کے بعد برسر اقتدار پارٹی کے تئیں ابتدا ہی سے جن خطروں، خدشوں اور اندیشوں کا اظہار کیا جارہا تھا، رفتہ رفتہ وہ سبھی اندیشے واقعاتی دنیا میں سچ ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ تعصب، فرقہ واریت اور مذہب کی بنیاد پر تفرقے نے جہاں ایک طرف ملک کی پر امن فضا اور خوش گوار ماحول کو مکدر کرکے رکھ دیا ہے، وہیں دوسری طرف ہجومی تشدد اور وحشیانہ قتل عام کی پیہم وارداتیں، زبردست تباہی کی پیش قیاسی کررہی ہیں۔ کبھی گائے تو کبھی مختلف نعروں کے نام پر ہورہی موب لنچنگ کا سبب زعفرانی رہنماوں کے وہ نفرت بھرے بیانات بھی ہیں جو وقفہ وقفہ سے فرقہ وارانہ زہر گھولنے کے لیے منظر عام پر لائے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مسلمان گائے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہزار بار سوچیں، کسی کا بیان ہے کہ مسلمان بیف کھانا بند کردیں تو موب لنچنگ رک جائے گی اور کوئی کھلے عام یہ اعتراف کرتا ہے کہ ہاں! گائے کے حامیوں نے ہی فلاں فلاں مسلم نوجوان کو زدوکوب کرکے شہید کردیا۔ کاش ہجومی تشدد کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم ہوجاتا؛ بل کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس کا آغاز ہی نہ ہوتا؛ مگر افسوس صد افسوس کہ ایک جمہوری ملک میں لنچنگ کا یہ عفریت اس قدر طاقت ور ہوچکا ہیکہ بوڑھوں، جوانوں اور معصوم بچوں کو بھی نگلتا جارہا ہے اور حد یہ ہے کہ نہ عدلیہ اس پر روک لگانے کے لیے تیار ہے، نہ مقامی پولیس اس پر قابو پانے کیلیے سنجیدہ۔ یوں تو ہجومی تشدد 2014 سے ہی جاری ہے؛ لیکن گزشتہ چار سالوں میں تو اس نے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔ اخباری ذرائع کے مطابق مجموعی طور پر پچھلے دس سالوں میں تقریباً 300 لوگ ہجومی تشدد کا نشانہ بن چکے ہیں۔ نشانہ بننے والوں میں صرف مسلمان ہی نہیں؛ بلکہ دلت ہندو بھی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شر پسند اور سماج دشمن عناصر کا مقصد ملک کی پر امن فضا کو خراب کرنا اور ہجومی تشدد میں لوگوں کو پٹتا ہوا دیکھ کر اپنی بیمار ذہنیت کو تسکین پہنچانا ہے۔

تبریز انصاری پر تشدد: جھارکھنڈ کے کھرساواں ضلع میں 17 جون کو تبریز انصاری نامی مسلم جوان کی محض چوری کے شک میں خوب مار پیٹ کی گئی- اسے کھمبے سے باندھ کر زدوکوب کیا گیا اور پولیس کی تحویل میں دینے سے قبل بھی بھیڑ نے کئی گھنٹوں تک اسے اذیت وتکلیف میں رکھا- پھر زخموں کی تاب نہ لاکر تبریز کا اسپتال میں دورانِ علاج انتقال ہوگیا- ذرائع کے مطابق تبریز قتل معاملہ میں پولس محکمہ کی جانبداری بھی صاف دکھائی دے رہی ہے۔ جو پولس تبریز کے گھر والوں کو انصاف دلانے کا دَم بھر رہی ہے اس نے اپنی رپورٹ میں ہجومی تشدد کی بات کہیں بھی نہیں لکھی، خبروں کے مطابق پولس نے شکایت میں اس بات کا تذکرہ تک نہیں کیا کہ تبریز پر بھیڑ نے حملہ کیا تھا۔ معاملے کی جانچ کررہی پولس نے تبریز کو اپنی رپورٹ میں چوری کا ملزم قرار دیا ہے۔ اس واقعہ سے جڑا ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوا جس میں بھیڑ مسلم نوجوان کو بے رحمی سے پیٹتی ہوئی نظر آرہی ہے۔ پولس اس ویڈیو کو بنیاد مانتے ہوئے معاملے کی جانچ کررہی ہے۔ پولس نے اس تعلق سے اب تک 11 لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔ تبریز کی اس مظلومانہ شہادت پر پورا ملک سراپا احتجاج بن چکا ہے، ہر صاحب دل غمگین و پژمردہ ہوگیا ہے، ہر کسی کی زبان پر ایک ہی بات ہیکہ آخر کس جرم کی سزا اس جوان کو دی گئی؟ کس گناہ کی پاداش میں اسے، موت کے گھاٹ اتارا گیا؟ اور کب تک سفاکی وخونریزی کا یہ ناپاک سلسلہ چلتا رہے گا؟ آخر کب حکومت ہند اس پر قانون سازی کرے گی؟؟ اور کب جاکر ان مقتول ومظلوم افراد کو انصاف ملے گا؟؟

جلتے گھر کو دیکھنے والے پھوس کا چھپر آپ کا ہے ☆☆☆ آگ کے پیچھے تیز ہوا ہے آگے مقدر آپ کا ہے

اس کے قتل پہ میں بھی چپ تھا میرا نمبر اب آیا ☆☆☆ میرے قتل پہ آپ بھی چپ ہے اگلا نمبر آپ کا ہے

انظار احمد بھی جاں بحق: یہ واقعہ بہار کے مغربی چمپارن منگل پور تھانہ کا ہے، جہاں سنت پور کے انظار احمد سمیت تین لوگوں کی پٹائی آج سے کئی مہینے پہلے 20 اگست 2018 کو کی گئی تھی۔ اس پٹائی کے بعد انظار کی یاداشت چلی گئی اور وہ بے ہوش رہنے لگے۔ طویل علاج کے بعد 25 جون 2019 کو انظار اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ گئے۔ اس موت کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں کافی غصہ پایا جارہا ہے۔ ویب سائٹ 'بیونڈ ہیڈ لائنز' نے اس معاملہ پر رپورٹ شائع کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق خاندان کے لوگوں نے کہا کہ اس وقت انظار احمد ایک تبلیغی جماعت کے ساتھ منگل پور تھانہ کے بڑھیہ ٹولا علاقہ میں گئے تھے۔ جماعت نے وہاں کی ایک مسجد میں قیام کیا تھا۔ مسجد میں بیت الخلا کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے انظار اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رفع حاجت کے لئے باہر نکلے۔ لیکن راستہ میں دھاردار ہتھاروں کے ساتھ 5-6 بھگوا دہشت گردوں نے انہیں دبوچ لیا اور مذہبی شناخت کی گالیاں دینی شروع کردیں۔ دریں اثنا حملہ آوروں نے ان کی داڑھیوں کو نوچا اور بری طرح سے انہیں زدوکوب کیا گیا۔ تیز دھار ہتھیاروں سے تینوں پر حملہ کیا گیا، انظار کی بائیں آنکھ کے نیچے گہرا زخم لگا جس سے بے تحاشہ خون نکلا۔ حملہ کے بعد تینوں شور مچاتے ہوئے کسی طرح جان بچاکر وہاں سے بھاگے۔ شور سن کر مسجد میں ٹھہرے دیگر ساتھی بھی آگئے۔ حملہ آوروں نے دھمکی دی تھی کہ تم لوگ ایک منٹ بھی یہاں ٹھہرے تو اپنے گھر واپس نہیں جاپاوگے۔ نوتن تھانہ سے ملی اطلاع کے مطابق اس معاملہ میں ایف آئی آر 20 اگست 2018 کو درج کی گئی تھی، جس کا کیس نمبر 437/18 ہے۔ یہ ایف آئی آر دفعہ 341، 323، 324، 307، 504، 506 وغیر کے تحت درج کی گئی ہے۔ پولس نے دو ملزمان کو گرفتار کیا تھا لیکن دو تین مہینے گزارنے کے بعد وہ ضمانت پر رہا ہوگئے تھے۔ (روزنامہ ایشیا ایکسپریس) اس کے علاوہ کئی واقعات موب لنچنگ کے پیش آئے اور برابر آرہے ہیں

چند اہم ذمہ داریاں: ان غیر معمولی خوفناک حالات کے باوجود ہمیں مایوس وبے بس ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ قوموں کی زندگیوں میں انھیں جھنجھوڑنے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے اس طرح کے حالات آتے ہیں؛ البتہ اب وقت آگیا ہے کہ حالات کا صحیح تجزیہ کرکے مستقبل کا لائحہ عمل (نظام) طے کریں، اس حوالے سے چند ضروری امور پیش خدمت ہیں۔

1) مسلمان جو تقریباً دنیا کے ہر خطے میں اپنی موجودگی، اپنے کردار اور اپنی صلاحیتوں کے ذریعہ روشنی بکھیرنے والے ہیں تاریخ شاہد ہے کہ وہ کسی بھی ملک اور معاشرے کیلیے باعث زحمت نہیں رہے۔ ہر معاشرے کو اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں سے چار چاند لگایا بالخصوص اپنی اسلامی تعلیمات کے زیر اثر کسی کو بھی نقصان پہنچانے سے مکمل طور پر باز رہے۔ امن وآشتی اور صلح وشانتی سے رہنا، دوسروں کیلئے آسانی پیدا کرنا اور اپنے حق سے زیادہ دوسرے کا حق ادا کرنا، مسلمانوں کا شیوا رہا ہے۔ مسلمان ہمیشہ فساد برپا کرنے سے گریز کرتا رہا اور چاہتا رہا کہ کسی طرح بھی فتنہ وفساد کا سبب نہ بنے؛ کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے ایمان والو زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ اگر وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے تو وہ اللہ کے حکم عدولی کا مجرم بنتا ہے؛ اس لیے مسلمان اکثر اس وجہ سے بھی مغلوب ہوجاتا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی پابندی اور اسلامی تعلیمات کی تقلید کررہا ہوتا ہے، نہ وہ بزدل ہوتا ہے اور نہ ہی کمزور؛ لیکن شریعت اسلامی کے تحت وہ کوشش کرتا ہے کہ زمین میں فساد کا سبب نہ بنے۔ اس حقیقت کے باوجود فی الوقت ہجومی تشدد کی جو صورت حال ملک بھر میں دکھائی دے رہی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اب ہرگز ظلم کو برداشت نہ کریں، اور یاد رکھیں کہ جس طرح ظلم کرنا شرعی نقط نظر سے ناجائز اور حرام ہے ٹھیک اسی طرح ناحق ظلم سہنا بھی شریعت مطہرہ کی نظر میں گناہ ہے۔ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ان تمام علاقوں میں جہاں موب لنچگ کا مکروہ سلسلہ جاری ہے، نوجوان افراد پر مشتمل ایک پیانل تشکیل دیا جائے جو حالات پر مسلسل نظر رکھیں اور کسی بھی قسم کی ناخوش گوار صورت حال سے فوری طور پر نمٹنے میں کامیاب ہوسکیں!

2) جب پانی کی سطح بڑھتی ہے تو شروع میں لوگ اس پر غور نہیں کرتے اور پانی بہ تدریج بڑھتا چلا جاتا ہے۔ آج اگر دیکھا جائے تو پانی کی سطح اوپر ہی نہیں ہوئی؛ بلکہ ہر باضمیر ودور اندیش انسان ایک بھیانک طوفان کو اپنے سامنے تیزی کے ساتھ بڑھتا دیکھ رہا ہے، ایک سیلاب بلاخیز ہے بہیمیت کا، درندگی کا، حیوانیت کا، انتہا پسندی کا، تشدد کا، قتل وغارت گری کا، مذہبی جنون کا، جہالت کا، بربریت کا۔ ہندوستان میں روز بروز بڑھتی عدم رواداری اور ہجومی تشدد کے بڑھتے واقعات اپنے آپ میں ایک ایسے بڑھتے طوفان کی نشاندہی کررہے ہیں جس کی علی الفور روک تھام نہ کی گئی تو ہزاروں سالہ عظیم تمدن اس طوفان کی نذر ہوجائے گا۔ اس لیے ان حالات میں مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ برادران وطن کو ہمراہ لیکر جگہ جگہ پر امن احتجاج کریں اور ذی اثر حضرات تک اپنا یہ پیغام پہنچائیں کہ ہم ملک کی جمہوری فضا کو ظلم وتشدد کے مسموم اثرات سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)